باسمہ تعالیٰ

شمارہ نمبر 1

جون 2022ء

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

مجلہ

راہِ ہدایت

پشاور

ناشر: نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

بفیضان

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بیاد

امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ
قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ
ترجمانِ مسلک دیوبند حضرت مولانا نور محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

متکلم اسلام محقق العصر حضرت مولانا مفتی سجاد الحجابی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مناظر اسلام حضرت مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب مدظلہ العالی
محقق العصر حضرت مولانا مفتی رب نواز حنفی صاحب حفظہ اللہ
مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی نجیب اللہ عمر صاحب حفظہ اللہ

مجلسِ مشاورت

حضرت مولانا مفتی طلحہ صاحب
حضرت مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب
حضرت مولانا عبدالرحمن عابد صاحب
حضرت مولانا محمد محسن طارق الماتریدی صاحب

مدیر اعلیٰ

حضرت مولانا خیر الامین قاسمی صاحب

معاون و مرتب

خادم علماء اہلسنت طاہر گل دیوبندی
واٹس ایپ نمبر 03428970409

مجلّہ راہِ ہدایت پشاور

صفحہ	فہرست
1	مجلہ راہ ہدایت کے اغراض و مقاصد
4	گستاخ رسول ﷺ کی توبہ سے متعلق فقہ حنفی میں تین مواقف اور ان میں تطبیق
11	منکرین حدیث کا پس منظر
17	نواصب کا تعارف
21	"کشف القناع" کا تحقیقی جائزہ
32	المھند علی المفند اور عقیدہ حیات النبی ﷺ
36	علامہ وحید الزمان کے غیر مقلد ہونے کا مستند ثبوت
45	جماعت اسلامی کے امتیاز صاحب سے چند گذارشات
48	"لغات الحدیث" میں صحابہ کرامؓ کی گستاخیاں
57	فقہ غیر مقلدین قرآن و حدیث کے خلاف ہے!

رسالہ PDF میں حاصل کرنے کیلئے نیچے نمبر پر واٹس ایپ کیجئے۔
03428970409

مدیر اعلیٰ کی قلم سے

مجلّہ "راہِ ہدایت" کے اغراض ومقاصد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہمارے ہند و پاک میں الحمدللہ کئی علمی رسالے ماہانہ اور دو ماہی یا ہفت واری ترتیب سے نکلتے ہیں اور علماء کرام و فضلاء عظام ان سے خوب علمی استفادہ کرتے ہیں۔ہم نے جو مجلہ نکالنے کا ارداہ کیا ہے تو اس کے بھی کچھ اغراض ومقاصد ہیں ۔چند شقوں میں اس کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا جاتا ہے!

شق اول: فقہاء احناف کی تشریحات کے مطابق قرآن وسنت کی تعلیمات عام کرنا

شق دوم: اہل سنت والجماعت (جس کا دوسرا تعبیر و عنوان اکابر علمائے دیوبند ہے) کے عقائد اور مسائل کی اشاعت کرنا

شق سوم: اکابر امت پر اعتماد کی فضاء قائم کرنا

شق چہارم: حضورپاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کوزندہ کرنا اور جاری وساری رکھنا

شق پنجم: پاکستان کے استحکام سالمیت اور قومی یکجہتی کے لیے بھرپور کوشش کرنا

شق ششم: اکابرین دیوبند کے عقاید و مسایل کا دفاع کرنا

شق ہفتم: ختم نبوت اور دفاع صحابہ کے لیے تن من دھن کی قربانی دینے سے گریز نہ کرنا

ان شاءاللہ تمام ہمارے قارئین کرام ومضامین لکھنے والے علماء کرام و فضلاء عظام مندرجہ بالا مقاصد کو سامنے رکھ کر ان شاءاللہ ہمارا نصرت و معاونت فرمائیں گے۔

مضامین لکھنے والے حضرات چند باتوں کا خیال رکھیں!

1: اہل علم کے ساتھ رائے کا اختلاف آپ کا حق ہے اور یہ حق آپ سے کوئی بھی نہیں چھین سکتا۔لہٰذا آپ ہزار بار اختلاف رکھیں لیکن کسی کی ذات پہ کیچڑ اچھالنے کی کوشش نہ کریں ۔

2): علمی تنقید کریں اور الفاظ کے چناؤ میں مہذب انداز اختیار کریں۔

3): تنقیدی انداز اپنانے کے لئے اگرآپ حضرات درجہ ذیل اکابرین کا انداز اپنائیں تو ان شاءاللہ آپ کی علمی تنقید کسی کی اصلاح کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے اور مخاطب سمجھے گا کہ مضمون نگار اللہ کے رضا کیلئے لکھ رہا ہے کسی کی ذات پہ نشتر لگانے کے لیے میدان میں نہیں اترا ہے۔

ا: امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ

۲: شہید ختم نبوت حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

۳: بحرالعلوم سلطان المحققین حضرت علامہ خالد محمود رحمہ اللہ

۴: امینِ ملت حضرت علامہ محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
۵: قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ

اِختلاف رائے کا انداز

شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ

" علم و تحقیق کے سفر میں ایسے مراحل بھی آتے ہیں جہاں ایک طالب علم کو کسی دوسرے طالب علم سے اختلاف کرنا پڑتا ہے ، اور بعض مقامات پر اپنے بڑوں سے بھی اختلاف کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کا طرز عمل یہ تھا کہ نہ تو کسی کا ادب واحترام اس سے اختلاف رائے کا اظہار میں مانع ہوا ، اور نہ کبھی اختلاف رائے نے ادب واحترام میں ادنی رخنہ اندازی کی ، آپ نے بعض مسائل میں بڑے بڑے علماء سے بھی اختلاف کیا ، بلکہ اپنے شیخ و مربی حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے بھی چند فقہی مسائل میں اختلاف رائے رہا اور خود حضرت رحمہ اللہ نے آپ سے یہ فرمایا کہ تمہارے دلائل پر مجھے شرح صدر نہیں ہوتا ، اور میرے دلائل پر تمہیں شرح صدر نہیں ، اس لیے دونوں اپنے موقف پر رہیں تو کچھ حرج نہیں ، لیکن ایسے مواقع پر حضرت والد صاحب رح کاعام معمول یہ تھا کہ جن صاحب سے اختلاف رائے ہوا ہے ، نہ صرف یہ کہ ان کے ادب واحترام میں کوئی ادنیٰ فرق نہ آنے دیتے ، بلکہ ان کے کلام کا کوئی صحیح محمل بھی تلاش کرکے لکھ دیتے"
(میرے والد میرے شیخ صفحہ 139)

بے شک آپ اپنے خصم کے لیے مہذب لفظ لکھے مولانا، مفتی ، مولوی اور علامہ جیسے الفاظ لکھیں اور ساتھ ساتھ ان کے ساتھ جو عقیدہ یا مسئلہ میں اختلاف ہے وہ کھل کر بیان کرے ۔کسی شخصیت کے بارہ میں تعظیمی و تکریمی الفاظ استعمال کرنے کا مقصد تھوڑا ہی یہ ہوتا ہے کہ آپ ان کے عقائد کے بھی تائید کرنے والے ہیں۔

حافظ عبدالحق خان بشیر صاحب لکھتے ہیں کہ

"ہم نے جب اپنی زندگی کی پہلی تصنیف فتوی امام ربانی بر مرزا غلام احمد قادیانی کا مسودہ اصلاح کے لیے حضرت شیخ کی خدمت میں بھیجا تو اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں وہی طرز اختیار کیاگیا تھا جسے تحریری لفظی یا عملی انتہاء پسندی قرار دیا جاسکتا ہے ۔جب مسودہ کی اصلاح ہوچکی توہمیں طلب کیاگیا اور اپنے سامنے ہی مسودہ چیک کرنے کا حکم دیاگیا۔کاغذات الٹ پلٹ کر دیکھے تو ہر جگہ مرزا قادیانی کے بارے میں ہمارے لفظی جذبات مقطوع ہوچکے تھے اور ہر جگہ ایک ہی جملہ لکھا تھا۔

مرزا صاحب نے یہ کہا یا مرزا صاحب نے یہ لکھا۔جب تک ہم کاغذات کو الٹتے پلٹتے رہے ، نگاہیں ہمارے چہرے پر مرکوز رہیں اور قلبی تاثرات کا چہرے سے جائزہ لیا جاتا رہا اور پھر سادہ سے انداز میں ایک نصیحت کی گئی!

"تحریر کے اندر اپنے موقف و نظریہ کو بے لچک انداز میں پیش کرو، مگر مخاطب کی شخصی حیثیت کا ضرور لحاظ رکھو تاکہ تمہاری تحریر کو پڑھنے والا اسے ذاتی دشمنی وعناد و بغض پر محمول نہ کرسکے"

(مجلہ صفدر 27 شمارہ 4 /2011ء)

خلاصہ یہ ہے کہ مثبت دعوت وتبلیغ ہو یا کسی باطل نظریے کی تردید ، اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہنے کے باوجود طعن و تشنیع اور دل آزار اسلوب سے مکمل پرہیز کیا جائے اور اس کی بجائے ہمدردی و دلسوزی اور نرمی و شفقت سے کام لے کر ذھنوں کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ کے ایک نصیحت پر اپنا مضمون ختم کرتا ہوں کہ

"داعی حق کی مثال ریشم جیسی ہونی چاہیے کہ اس کو چھوکر دیکھو تو اتنا نرم و ملائم کہ ہاتھوں کو حظ نصیب ہو لیکن اگر کوئی اسے توڑنا چاہے تو اتنا سخت کہ تیزدھار بھی اس پر پھسل کررہ جائے"۔

نوٹ: رسالہ کا مقصد چونکہ دیوبندیت کادفاع اور ان کے عقائد ومسائل کا نشر و اشاعت ہے ۔اس لیے دیوبندیت کا مفہوم ذھن میں رکھ کر مضامین ارسال کیا کرے۔
شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمہ اللہ کے نظریات یا ان کے بلا واسطہ یا بالواسطہ تلامذہ کے نظریات کانام دیوبندیت ہے۔

مولانا محمد محسن طارق الماتریدی صاحب

گستاخ رسول ﷺ کی توبہ کی قبولیت و عدم قبولیت سے متعلق فقہ حنفی میں تین مواقف کی توضیح اور ان میں تطبیق

پہلا موقف

موقف اول یہ ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مرتکب بہر صورت واجب القتل ہے اور اس کی توبہ مطلقاً کسی صورت میں قبول نہیں کی جائے گی خواہ وہ قبل الاخذ یعنی مقدمہ کے اندراج یا گرفتاری سے پہلے توبہ کرے یا بعد الاخذ مقدمہ کے اندراج یا گرفتاری کے بعد توبہ کرے ہر صورت برابر ہے کسی صور ت میں بھی قطعا قبولیت توبہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔
اس موقف پر دلائل درج ذیل ہیں قرآن مجید میں ہے

دلیل اول:

ولئن سالتهم ليقولن انما كنا نخوض ونلعب قل ابالله وايته ورسوله كنتم تستهزئون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم

ترجمہ:اور اگر تم ان سے پوچھو تو یہ یقینا یوں کہیں گے کہ : ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہو کہ : کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ دل لگی کر رہے تھے؟ بہانے نہ بناؤ، تم ایمان کا اظہار کرنے کے بعد کفر کے مرتکب ہوچکے ہو۔
(آسان ترجمہ قرآن از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب التوبة 9 : 65 ، 66)

مفسرین کرام اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

{قد كفرتم} قد اظهرتم الكفر بأيذاء الرسول والطعن فيه

ترجمہ: تم کافر ہو چکے ہو یعنی تمھارا کفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت وتکلیف دینے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں طعن و تشنیع کرنے کی وجہ سے ظاہر ہوچکا ہے۔

حوالہ جات:

۱:عبداللہ بن عمر بیضاوی المتوفی 1286ھ رحمہ اللہ تعالی انوار التنزیل واسرار التاویل 3:155 بیروت لبنان دار الفکر
۲:ابو السعود محمد بن محمد المتوفی 982ھ رحمہ اللہ تعالی تفسیر ابو السعود 4:80 بیروت لبنان دار احیاء التراث العربی
۳:علامۃ آلوسی المتوفی 1270ھ رحمہ اللہ تعالی روح المعانی 10:131 بیروت لبنان دار احیاء التراث العربی

دلیل دوم:

ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا و الاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا
ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے ایسا عذاب تیار کر رکھا ہے جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔
(آسان ترجمہ قرآن از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب الاحزاب 33:57)

اس آیت کریمہ سے احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ المتوفی 728ھ رحمہ اللہ تعالی استدلال کرتے ہوئے جمہور کا مسلک بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ان المسلم یقتل اذا سب من غیر استتابۃ وان اظھر التوبۃ بعد اخذہ کما ھو مذھب الجمھور
ترجمہ: کوئی بھی مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی وگستاخی کرے گا اسے توبہ کا موقع دیئے بغیر قتل کر دیا جائے اگر چہ وہ گرفتاری کے بعد توبہ کرلے یہی مذہب جمہور ہے۔
(ابن تیمیۃ صاحب رحمہ اللہ تعالی الصارم المسلول علی شاتم الرسول 3:635 بیروت لبنان دار ابن حزم)

طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری الحنفی المتوفی 542ھ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

من شتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اھانہ او اعابہ فی امور دینہ او فی شخصہ او فی وصف من اوصاف ذاتہ سواء کان الشاتم مثلا من امتہ او غیرھا وسواء کان من اھل الکتاب او غیرہ ذمیا کان او حربیا سواء کان الشتم او الاھانۃ او العیب صادرا عنہ عمدا او سھوا او غفلۃ او جدا او ھزلا فقد کفر خلودا بحیث ان تاب لم یقبل توبتہ ابدا لا عند اللہ ولا عند الناس وحکمہ فی الشریعۃ المطھرۃ عند متاخرین المجتھدین اجماعا و عند المتقدمین القتل قطعا

ترجمہ: جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو گالی دی آپ کی توہین کی دینی یا شخصی اعتبار سے آپ پر عیب لگایا یا آپ کی صفات میں سے کسی صفت پر نکتہ چینی کی تو چاہے یہ شاتم رسول مسلمان ہو یا غیر مسلم اہل کتاب ہو یا غیر اہل کتاب ذمی ہو یا حربی خواہ یہ شتم و اہانت عمداً ہو یا سہواً سنجیدگی سے ہو یا بطور مذاق وہ دائمی طور پر کافر ہوا اس طرح کہ اگر وہ توبہ بھی کر لے تو اس کی توبہ نہ عنداللہ قبول ہو گی نہ عند الناس اور شریعت مطہرۃ متاخرین و متقدمین تمام مجتھدین کے نزدیک اس کی سزا اجماعاً قتل ہے

(طاہر بن عبد الرشید البخاری الحنفی رحمہ اللہ تعالی خلاصۃ الفتاوی ج2 جزء 4: 386: مکتبۃ رشیدیۃ کوئٹہ)

اس قول کا حوالہ ہمیں فقہ حنفی کے اور علماء کے ہاں بھی ملتا ہے

ا: مولانا انور شاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ تعالی نے اکفار الملحدین ص 93 عربی میں اس عبارت کا ذکر کیا ہے۔

۲: ڈاکٹر محسن عثمانی ندوی صاحب نے وحید الدین خان کے جواب میں لکھی گئی کتاب "اسلام میں اہانت رسول کی سزا" ص 46 پر یہ عبارت نقل کی ہے۔

۳: دارالعلوم کراچی کے فتوی نمبر 859 / 2 مؤرخہ 24 / 2 : 1427ھ میں بھی اسکا حوالہ ہے۔

۴: مفتی رفیع عثمانی صاحب حفظہ اللہ تعالی نے اس حوالہ سے اسلامی نظریاتی کونسل کو جو جواب دیا اسکے آخر میں بھی یہ عبارات نقل کی ہے اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ 2003/2004 ص 144۔

نوٹ

البتہ یہ ملحوظ رہے کہ خلاصۃ الفتاوی کی اس عبارت میں توبہ کی عدم قبولیت کا عند اللہ جو فرمایا گیا ہے یہ مرجوح بات ہے راجح بات قبولیت توبہ کا اثبات ہے عند اللہ جیساکہ آگے تفصیل ان شاءاللہ آرہی ہے۔

زین الدین ابن نجیم الحنفی المتوفی 989ھ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ایسا شخص جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قلبی طور پر بغض وعداوت رکھتاہے وہ مرتد ہے جبکہ کھلم کھلا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والا بطریق اولی کافر و مرتد ہے۔

يقتل عندنا حدا فلا تقبل توبته في إسقاطه القتل

ترجمہ: ہمارے نزدیک (یعنی مذہب احناف کے مطابق) اسے حداً قتل کردیا جائے گا اور حد قتل کو ساقط کرنے کے حوالہ سے اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

(ابن نجیم رحمہ اللہ تعالی البحر الرائق 5: 136 بیروت لبنان دار المعرفۃ)

محمد بن علی بن محمد علاء الدین حصنی الدمشقی الحصکفی الحنفی المتوفی 1088ھ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

الکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا ولو سب اللہ تعالی قبلت لانہ حق اللہ تعالی والاول حق عبد لا یزول بالتوبۃ ومن شك فی عذابہ و کفرہ کفر

ترجمہ: انبیاء کرام علیہم الصلوات و التسلیمات میں سے کسی نبی علیہ الصلوۃ و السلام کی توہین کرکے جو شخص کافر ہو اسے حدا قتل کردیا جائے گا اور اس کی توبہ کسی صورت میں قبول نہیں ہوگی اگر اس نے شان الوہیت میں گستاخی کی (پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی اس لئے کہ یہ اللہ تعالی کا حق ہے جو توبہ سے معاف ہوجاتا ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی یہ حق عبد ہے جو توبہ سے زائل نہیں ہوتا اور جو شخص اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے

(حصکفی رحمہ اللہ تعالی الدر المختار 4: 231، 232 بیروت لبنان دار الفکر)

محمد بن عبد الواحد ابن الھمام الحنفی المتوفی 861ھ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقلبہ کان مرتدا فالسباب بطریق اولی ثم یقتل حدا عندنا فلا تعمل توبتۃ فی اسقاط القتل

ترجمہ: جو آدمی دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے بغض رکھے گا وہ مرتد ہوجائیگا پس گالی دینے سے بطریق اولی مرتد ہوجائیگا پھر ہمارے نزدیک وہ قتل کردیا جائیگا اور اسقاط قتل میں اس کی توبہ کام نہیں آئیگی

(شرح فتح القدیر 6: 91 بیروت لبنان دار الکتب العلمیۃ)

دوسرا موقف

دوسرا موقف یہ ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سزا حدا قتل ہی ہے لیکن قبولیت توبہ کے امکان کے ساتھ بایں طور پر اگر وہ قبل الاخذ گرفتاری یا مقدمہ کے اندراج سے پہلے تائب ہو تو یہ توبہ لاسقاط الحد ہوگی اس توبہ سے قتل کی سزا اٹھ جائے گی اکثر شوافع اور بعض احناف رحمھم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم نے اس مؤقف کو اختیار کیا ہے۔

قاضی القضاۃ یعقوب بن ابراھیم امام ابو یوسف الحنفی المتوفی 182ھ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا

وایما مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ وبانت منہ امراتہ فان تاب والا قتل

ترجمہ: اور کوئی بھی مسلمان جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی یا آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی تکذیب اور عیب جوئی کی یا آپ کی شان اقدس میں تنقیص و اہانت کا مرتکب ہوا تو وہ کافر ہو جائے گا اور بیوی سے اس کا نکاح بھی ٹوٹ جائے گا اگر وہ توبہ کرے تو درست وگرنہ اسے قتل کر دیا جائے گا

(امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی الخراج لابی یوسف ص 293 ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی ردالمحتار 4 : 234 بیروت لبنان دار الفکر)

محمد امین بن عمر امام ابن عابدین شامی المتوفی 1252ھ رحمہ اللہ تعالی نے نعمان بن ثابت امام اعظم ابو حنیفہ المتوفی 150ھ رحمہ اللہ تعالی کا دوسرا قول اس طرح بیان کیا ہے

ان کان مسلما یستتاب فان تاب والا قتل کالمرتد

ترجمہ: اگر کوئی مسلمان (شان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گستاخی کرے تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا پھر اگر وہ توبہ کرے تو بہتر ورنہ مرتد کی طرح قتل کر دیا جائے گا۔

(ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی ردالمحتار 4 : 233 بیروت لبنان دار الفکر)

احناف رحمھم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم میں سے بعض ائمہ کرام نے قبل الاخذ توبہ کی جو صورت بیان کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی عام مرتدین کی صف میں شامل کرتے ہوئے اس پر بھی ارتداد کے احکام جاری کئے ہیں چونکہ احناف رحمھم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم کے نزدیک مرتد کو توبہ کا موقع دیا جاتا ہے اتمام حجت کے لئے اس پر بھی توبہ پیش کی جاتی ہے مگر اس کے باوجود اسے تعزیراً قید بھی کیا جاتا ہے غرضیکہ بعض ائمہ احناف رحمھم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم نے حد ساقط کرنے کے لئے قبول توبہ کا جو قول کیا ہے اس میں سبب اختلاف یہ ٹھہرا کہ ان کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی وگستاخی اور اہانت و تنقیص ایسا کفر ہے جو باعث ارتداد ہے اس لئے انہوں نے ارتداد کی صورت میں قبولیت توبہ کے احکام کا گستاخ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر بھی اطلاق کر دیا ہے بنا بریں ان کے نزدیک اس کے لئے توبہ کی گنجائش پیدا ہوگئی ہے لیکن متاخرین احناف رحمھم اللہ تعالی و کثر اللہ تعالی سوادھم نے فرمایا ہے کہ امر واقعہ یہ ہے جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی و اہانت کے سبب کافر ومرتد ہوا ہے وہ عام مرتدین سے مستثنیٰ ہے عام مرتدین کے لئے اتمام حجت کے طور پر قبولیت توبہ کے معاملات ہوں گے جبکہ شاتم رسول کے لئے قبولیت توبہ کی کوئی صورت ہی نہیں۔فافھم

اسی چیز کو زین الدین ابن نجیم الحنفی المتوفی 989ھ رحمہ اللہ تعالی البحر الرائق میں **یعرض الاسلام علی المرتد** (مرتد پر اسلام پیش کیا جائیگا) کے تحت عام مرتدین کے احکام بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کی بنا پر جو مرتد ہوا اسے اس سے مستثنیٰ قرار دیتے ہیں ساتھ ہی کچھ اور مستثنیات کا بھی ذکر کرتے ہیں

ترجمہ: ارتداد کے احکام میں سے چند مسائل مستثنیٰ ہیں اس میں پہلا مسئلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو سب وشتم کرنے کی وجہ سے مرتد ہونا ہے۔

(ابن نجیم رحمہ اللہ تعالی البحر الرائق 5: 135، 136 بیروت لبنان دار الفکر)

محمد بن علی بن محمد علاء الدین حصنی الدمشقی الحصکفی المتوفی 1088ھ رحمہ اللہ بھی عام مرتدین کے احکام سے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں

کل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلا الكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا

ترجمہ: ہر مسلمان جو مرتد ہوا اس کی توبہ قبول ہوگی سوائے اس کافر کے جو انبیاء کرام علیہم الصلوات و التسلیمات میں سے کسی نبی کی گستاخی کے باعث کافر ہوا اسے حدا قتل کر دیا جائے گا اور مطلقاً (قبل الاخذ اور بعد الاخذ) اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

(حصکفی رحمہ اللہ تعالی الدر المختار 4: 231، 232 بیروت لبنان دار الفکر)

تیسرا موقف

سزائے قتل حداً واجب ہونے کے اعتبار سے تیسرا موقف پہلے موقف ہی ہے البتہ تیسرے مؤقف میں قبل الاخذ قبولیت توبہ کا ذکر ہے لیکن اس قبولیت توبہ کا مفہوم ان کے ہاں عند اللہ مقبولیت کا ہے عند الناس قبولیت مراد نہیں ہے لہٰذا اس کی توبہ سے آخرت کی سزا و عقوبت تو مرتفع ہوجائے گی مگر توبہ سے حد قتل قطعاً ساقط نہیں ہو گی ذہن نشین رہے کہ موقف ثالث کے مطابق قبل الاخذ عند اللہ قبولیت توبہ سے اس شخص کو یہ فائدہ ہو گا کہ سزاء موت کے بعد اس پر احکام اسلام کا اجراء ہوگا نماز جنازہ ادا کی جائے گی تکفین و تدفین میں بھی اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا سلوک کیا جائے گا۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ سزاء قتل حدا واجب ہونے کے اعتبار سے درحقیقت تیسرا موقف بھی پہلا مؤقف ہی ہے فرق صرف قبل الاخذ قبولیت توبہ کا ہے لیکن اس قبولیت توبہ کو اسقاط قتل کے ساتھ متعلق نہیں کیا گیا بلکہ قبولیت توبہ کا تعلق عند اللہ قبولیت کے ساتھ خاص ہے یعنی اس توبہ کی بناء پر فیصلہ کیا جائے گا کہ کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کی تکفین و تدفین کی جائے یا نہ کی جائے پہلے لھذا پہلے اور تیسرے موقف میں یہی بات قدرے مشترک ہے کہ سزاء موت کسی بھی صورت میں مرتفع نہ ہو گی حد کی صورت میں اس کا نفاذ ہو گا سو اس اعتبار سے تیسرا موقف بھی حقیقتاً پہلا موقف ہی قرار پاتا ہے

محمد امین بن عمر امام ابن عابدین شامی المتوفی 1252ھ رحمہ اللہ تعالی تیسرے موقف کے حوالے سے گستاخ رسول کی مطلقاً عدم قبولیت توبہ اور اس پر بہر صورت حد قتل کے اجراء و نفاذ اور بعد از توبہ اس پر مسلمانوں کے

احکام جاری کرنے کے متعلق فرماتے ہیں

فیجب قتل ھؤلاء الاشرار الکفار تابوا اولم یتوبوا لانھم ان تابوا واسلموا قتلوا حدا علی المشھور واجری علیھم بعد القتل احکام المسلیمن وان بقوا علی کفرھم وعنادھم قتلوا کفرا واجری علیھم بعد القتل احکام المشرکین

ترجمہ: ایسے شریر وگستاخ کفار کو قتل کرنا واجب ہے خواہ یہ توبہ کریں یا نہ کریں اس لئے کہ اگر یہ (گستاخی و اہانت کے بعد) توبہ کر لیں اور دوبارہ مسلمان ہو بھی جائیں تو انہیں مذہب مشہور کے مطابق حدا قتل کر دیا جائے گا توبہ اور دوبارہ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قتل کے بعد ان پر مسلمانوں کے احکام تدفین وتکفین جاری کئے جائیں گے اور اگر یہ اپنے کفر اور عداوت ودشمنی پر قائم رہیں تو انہیں کفر وارتداد کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا اور قتل کے بعد ان پر مشرکین کے احکام جاری کئے جائیں گے۔

(ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ 1: 103 بیروت لبنان دار الفکر)

دوسری جگہ محمد امین بن عمر امام ابن عابدین شامی المتوفی 1252ھ رحمہ اللہ تعالی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے مرتکب اس تیسرے مؤقف سے متعلق فرماتے ہیں

فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ لان الحد لا یسقط بالتوبۃ وافاد أنہ حکم الدنیا واما عند اللہ تعالی فھی مقبولۃ

ترجمہ: اسے حدا قتل کر دیا جائے گا اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اس لئے کہ حد توبہ سے ساقط ومعاف نہیں ہوتی یہ حکم اس دنیا سے متعلق ہے جبکہ آخرت میں اللہ رب العزت کے ہاں اس کی توبہ مقبول ہوگی۔

(ابن عابدین رحمہ اللہ تعالی رد المحتار 4: 230، 231 بیروت لبنان دار الفکر)

ثمرہ بحث

پہلے اور تیسرے مؤقف کے مطابق گستاخ رسول صلی اللہ علیہ کو حداً قتل ہی کیا جائیگا فرق صرف اتنا ہے کہ مؤقف ثالث میں قبل الاخذ توبہ کی قبولیت کا ذکر ہے جس کا مطلب عند اللہ قبولیت ہے عند الناس اسے حدا قتل ہی کیا جائیگا اس توبہ کا فائدہ یہ ہوگا اس پر بعد الموت احکامات مسلمانوں والے جاری ہونگے جبکہ دوسرے مؤقف سے ایسا مرتد جو گستاخی رسول صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا مرتکب ہو وہ مستثنی ہے جیساکہ ابن نجیم اور امام حصکفی رحمھما اللہ تعالی کی عبارات ماقبل میں گذر گئی۔

مولانا ثناء اللہ صفدر صاحب

منکرین حدیث کا پس منظر

ویسے تو انکار حدیث کا سلسلہ معتزلہ فرقہ سے چلا آرہاہیں۔وہ احادیث جو بظاہر عقل کے خلاف معلوم ہوتے ہے معتزلہ حضرات ان کو تسلیم کرنے کیلیے تیار ہی نہیں۔
لیکن ہمارے برصغیر کے اندر اس فتنے کو سب سے پہلے عبداللہ چکڑالوی نے برپاکیا جوکہ غیر مقلد تھا۔اسی عبداللہ چکڑالوی ہی کی وجہ سے اس فتنے کو فتنہ چکڑالوی بھی کہا جاتا ہے۔مگر فتنہ چکڑالوی چند ہی عرصہ بعد اپنی موت آپ مر گیا۔
پھر حافظ اسلم جیراج پوری نے اس آگ کو دوبارہ سلگایا۔
لیکن مذکورہ فتنے کو جماعتی اور منظم شکل میں غلام احمد پرویز نے ترتیب دے دی۔

غلام احمد پرویز کون تھا؟

موصوف کا پورا نام غلام احمد پرویز اور والد کا نام چوھدری فضل دین تھا۔متحدہ ہندوستان کے معروف شہر بٹالہ ضلع گورداس پور میں پیدا ہوئے۔پنجاب یونیورسٹی لاہور سے 1924 میں ڈگری حاصل کی،1927 گورنمنٹ آف انڈیا کے تحت سکٹریٹ میں ملازمت اختیار کرلی۔اور بہت جلد ہی ترقی پاکر Deperment Stablishmint Division کے عہدہ پر فائز ہوگیا۔
لیکن کچھ عرصہ بعد مشہور منکر حدیث اسلم جیراج پوری سے ملاقات ہوئی۔اسلم جیراج پوری کی صحبت نے غلام احمد پرویز کے خیالات ونظریات میں انکار حدیث کے حوالے سے شعلے بھڑکتی ہوئی آگ لگائی۔

یاد رہے!

منکرین حدیث اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے ہیں۔حدیث چاہیے جس درجے کی ہو جس بھی کتاب کی ہو یہ حضرات انہیں تسلیم نہیں کرتے۔اپنے آپ کو اہل قرآن کہہ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ جی قرآن اللہ کا کلام ہے سب کچھ مسائل واحکام اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔حدیث حجت نہیں کیونکہ احادیث کی کتب آپ علیہ السلام کی زمانے کے دوسوسال بعد لکھی گئی ہے۔
دیکھئے یہ ایک دجل ہے اہل علم جانتے ہیں کہ قرآن مجید پر بغیر احادیث کی رہنمائی کے عمل ہوہی نہیں سکتا۔
مثلاً قرآن کریم میں نماز اور زکوۃ ادا کرنے کا بار بار حکم دیاگیاہے لیکن اس کے مکمل احکامات اور طریقہ کار نہیں بتلایاگیا،وہ تمام تفصیلات احادیث مبارکہ میں ملتی ہیں۔اب اگر کوئی شخص حدیث کامنکر ہو تو وہ نماز اور زکوۃ کس طرح ادا کرے گا؟قطعا ادا نہیں کرسکتا۔

جنرل ایوب خان کے دور میں جب غلام احمد پرویز کے فتنہ انکارِ حدیث نے سر اٹھایا تو امام المحدثین حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمھم اللہ جیسے علماء کرام میدان عمل میں اترے۔

انہوں نے اس فتنے کا خوب تعاقب کیا اور پرویز کے کفریہ عقائد سے دنیا کو آگاہ کیا۔ باقاعدہ علماء ومفتیان عظام سے پرویز کے کفر پر فتویٰ حاصل کیا۔

جس میں عرب وعجم اور ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے حضرات علماء کرام کی تائیدی وتصدیقی فتاوی جات موجود ہیں۔ آج کل یہ فتویٰ کتابی شکل میں بنام "فتنہ انکار حدیث" کے مل جاتا ہے۔

انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج ایک بار پھرانکارِ حدیث کا فتنہ عالم اسلام کے مختلف خطوں میں جدیت پسندی، روشن خیالی، رواداری اور مذہبی آزادی کے پردوں میں پھیل رہا ہے۔

امریکہ، کینیڈا، برطانیہ و یورپ کے دیگر ممالک اور عالم عرب خصوصاً کویت میں یہ فتنہ سرگرم عمل ہے۔ جس کا انکشاف مشہور اسلامک سکالرز مولانا مفتی زاھدالراشدی نے آج سے کئی برس پہلے روزنامچہ اوصاف میں بھی کیا تھا۔ بلکہ یہ فتنہ برصغیر کے اندر پہلے پاکستان اور ہندوستان تک محدود تھا لیکن آج کل اکثر پڑوسی ممالک اس کی لپیٹ میں آرہے ہیں۔

غلام احمد پرویز کے خیالات ونظریات

نظریہ اول

اللہ ورسول کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"قرآن کریم میں جہاں بھی اللہ ورسولہ کا نام آیا ہے اس سے مراد مرکز نظام حکومت ہے۔"
(معارف القرآن ازپرویز ص623ج4 شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

"بعض مقامات پر اللہ ورسول کے الفاظ کی بجائے قرآن اور رسول کے الفاظ بھی آئے ہیں جن کا مفہوم بھی وہی ہے یعنی مرکزملت، جو قرآنی احکام کو نافذ کرے"
(معارف القرآن ص624 ج4)

دوسرا نظریہ

"اللہ اور رسول کی اطاعت سے "مراد" مرکزی حکومت کی اطاعت ہے جو قرآنی احکام کو نافذ کرے گی۔"

(اسلامی نظام ازپرویز ص86 شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی)

یہاں پرویز صاحب کا مطلب یہ ہے کہ جہاں بھی قرآن "اطیعواللہ واطیعوالرسول" جیسے الفاظ آئے ہیں اس سے حکومت وقت کی اطاعت مراد ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ!

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "خلیفۃ الرسول" رسول اللہ کی جگہ لے لیتا ہے اور اب خدا ورسول کی اطاعت سے مراد یہی جدید مرکز ملت کی اطاعت ہوتی ہے۔"

(معارف القرآن ص4 ص686)

تیسرا نظریہ

اللہ تعالٰی کی اطاعت کے متعلق لکھتے ہیں کہ!

"یہ تصور قرآن کی بنیادی تعلیم منافی ہے کہ اطاعت اللہ کے سوا کسی اور کی بھی ہوسکتی ہے حتی کہ خود رسول کے متعلق واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بتلایا گیا کہ اسے بھی قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ لوگوں سے اپنی اطاعت کرائیں۔لھذا اللہ ورسول سے مراد وہ مرکز نظام دین ہے جہاں سے قرآنی احکام نافذ ہوں۔"

(معارف القرآن ازپرویزص4 ص616)

دیکھئے! پرویز صاحب کے یہ الفاظ صریح کفر ہے اطاعت رسول تو دین کے مسلمات میں سے ہے رسول پر ایمان لانے کا مطلب ہی اس کی اطاعت و فرمانبرداری ہے نہ صرف یہ کہ آپ علیہ السلام کی اطاعت ضروری ہے بلکہ ہر رسول مطاع ہوتا تھا اور ہر اپنے رسول کی اطاعت ضروری تھی۔
دیکھئے قرآن کس طرح حصر کے ساتھ بیان کرتاہے

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ

(سورۃ النساء پارہ5)

دوسری جگہ اللہ تعالٰی نے رسول کی اطاعت اپنی اطاعت قرار دی ہے۔فرماتے ہیں۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ

(سورۃ النساء رکوع1 پارہ5)

لیکن پرویز صاحب کہہ رہا ہے کہ اطاعت صرف اللہ کی ہوسکتی ہے۔

چوتھا نظریہ

جنت اور جہنم کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

بہرحال مرنے کے بعد کی جنت اور جہنم مقامات نہیں ہیں،انسانی ذات کی کیفیت ہیں
(لغات القرآن ازپرویز ج1 ص449,شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام لاہور)

اسی طرح قصہ آدم علیہ السلام کے متعلق لکھتے ہیں کہ
"قرآن سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔"
آگے لکھتے ہیں کہ
"جنت سے نکلنے والا آدم کوئی خاص فرد نہیں تھا بلکہ انسانیت کا تمثیلی تھا۔"
پرویز صاحب اس کی تشریح یوں کرتے ہے کہ

"بالفاظ دیگر قصہ آدم کسی خاص فرد(جوڑے) کا قصہ نہیں بلکہ خود "آدمی" کی داستان ہے جسے قرآن نے تمثیلی انداز میں بیان کیاہے"
(لغات القرآن ازپرویز ج1 ص214)

پانچواں نظریہ

معجزات کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے سوا کوئی معجزہ نہیں دیاگیا۔"
(سلیم کے نام خط ج3 ص214)

چھٹا نظریہ

حدیث کا انکار صاف الفاظ میں کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں

"اس دین کے مقابل جو اللہ نے دیاتھا ایک اور دین مدون کرکے رکھ دیا اور اسے اتباع سنت رسول قرار دے کر امت کو اسمیں الجھایا۔"
(مقام حدیث ج1 ص421)

پرویز صاحب ایک جگہ حدیث کا یوں مذاق اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"لیجئے اب روایات کی رو سے جنت کے ٹکٹ خریدئے۔دیکھئے کتنی سستی جارہی ہے،سب سے پہلے سلام علیکم کیجئے اور ہاتھ ملایئے لیجئے جنت مل گئی۔ابو داؤد کی روایت ہے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب دومسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالی انہیں بخش دیتاہے۔"
(مقام حدیث ج2 ص96 تا100)

ساتواں نظریہ
مسلمانوں کو قرآن کریم کی تلاوت سے منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"یہ عقیدہ کہ بلاسمجھے قرآن کے الفاظ دھرانے سے "ثواب" ہوتا ہے یکسر غیر قرآنی عقیدہ ہے یہ عقیدہ درحقیقت عہد سحر کی یادگار ہے۔"
(قرآنی فیصلے104)

لیجئے پرویز صاحب نے ان لوگوں کو جو قرآن پڑھ تو سکتے ہیں لیکن اس کا ترجمہ نہیں سمجھتے تلاوت کرنے سے منع کردیا کہ اس پر کوئی ثواب نہیں ملتا۔

آٹھواں نظریہ
نماز کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"قرآن کریم نے نماز پڑھنے کیلیے نہیں کہا ہے۔قیام صلوۃ یعنی نماز کے نظام (Institution) کے قیام کا حکم دیا ہے۔"
(معارف القرآن ازپرویز ج4 ص328)

ایک اور جگہ آیت مبارکہ "من قبل صلوۃ الفکر وحین تضعون ثیابکم من الظهیرۃ ومن بعد صلوۃ العشاء" کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"اس سے واضح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اجتماعات صلوۃ کیلیے(کم ازکم) یہ دو اوقات متعین تھے،جبھی تو تو قرآن کریم نے انکا ذکر نام لے کر کیاہے۔"
(لغات القرآن ازپرویز ج3 ص1043)

موجودہ فتنے کے بانی نے پورے اسلام ہی پر ہاتھ صاف کردیا ہے اور کتاب وسنت کے مفہوم بیان کرنے میں ہر جگہ تحریف باطل اور ضروریاتِ دین کے انکار سے کام لیا ہے۔

مزید تفصیل کیلئے آپ دیکھ سکتے ہے علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ جو کہ آج کل کتابی شکل میں بنام **"فتنہ انکارِ حدیث"** کے شائع ہوئی ہے۔

اللہ تعالٰی تمام فتنوں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

محترم محمد حذیفہ راجکوٹی صاحب قسط: 1

نواصب کا تعارف

حضورﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں مستقبل میں برپا ہونے والے فتنوں کے حوالے سے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو آگاہ فرمایا تھا اور اس بات کو بھی بیان فرمایا تھا کہ عنقریب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان آزمائشوں میں مبتلا کیئے جائیں گے چنانچہ مشکوۃ شریف کے اندر ایک حدیث ہے جس میں حضورﷺ نے صحابہ کرام کے درمیان ہونے والی جنگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"لا تقوم الساعة حتی تقتتل فئتان عظیمتان تکون بینهما مقتلة عظیمة دعواهما واحدة....الخ"
ترجمہ: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب دو بڑے گروہ آپس میں نہ لڑیں ان دونوں گروہوں کے درمیان زبردست قتال ہوگا اور دو گروہوں کا دعوی ایک ہوگا۔
("مشکوۃ المصابیح"، کتاب الفتن، باب الملاحم، رقم الحدیث: 5410)

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

"علماء نے لکھا ہے کہ اس ارشاد گرامی میں جن دو گروہوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے تابعدار ساتھی مراد ہیں"
("مظاہر حق"، جلد: 4، ص: 877، مطبوعہ: دارالاشاعت)

یہ دور اول کی وہ جنگ ہے جسے "جنگ صفین" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جس میں مسلمانوں کی دو عظیم جماعتیں آپس میں ٹکرائیں تھیں اور جس میں بہت سے پاکیزہ اور مقدس حضرات نے جام شہادت نوش کیا، اور ان جنگوں میں عبداللہ بن سبا یہودی اور اس کی ذریت نے بھی وقتاً فوقتاً شرارتیں کرکے مسلمانوں کے درمیان اس آگ کو بھڑکایا، بلکہ اگر یوں کہا جائے اس کا بیج بونے والا یہی خبیث اور اس کی ذریت تھی تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ اسی کی شطانیت اور فتنہ بازی کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی یہ سارے فتنے رونما ہوئے، چونکہ فتنے بانجھ نہیں ہوتے بلکہ صدیوں تک ان کا ثر باقی رہتا ہے اسلئے ان جنگوں کے بعد بھی اس کے اثرات باقی رہے اور آج تک باقی ہیں۔
چنانچہ اس فتنے کے دوران بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کے اندر بھی کچھ ایسے متشدد اور متعصب قسم کے لوگ موجود تھے (جیسا کہ ہر فتنے کے زمانے میں

ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں) جنہوں نے حد اعتدال سے تجاوز کیا اور اپنے مخالف کے بارے میں حد اعتدال سے متجاوز باتیں کیں اگرچہ یہ باتیں حد کفر کو نہ پہنچی تھیں لیکن آگے جاکر پھر انہی لوگوں کی باتیں اس حد تک بڑھیں کہ وہ اسلام کی سرحدوں سے ہی باہر نکل گئے چنانچہ آگے جاکر عبداللہ بن سبا اور اس کی ذریت نے "رافضیت" کی شکل میں ایک مذہب کی صورت اختیار کرلی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حد تک غلو کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں الوہیت کی صفات ثابت کرنا شروع کردیں اور چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آئے تھے اسلئے انہیں کافر کہنا شروع کردیا (معاذاللہ)۔

اُدھر دوسری طرف اس "رافضیت" کی ضد میں ایک نئے فتنے "ناصبیت" نے سر اٹھایا ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں توہین و تنقیص شروع کردی اور حضرات اہل بیت عظام کی شان میں بےادبی شروع کردی چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت کے بعد جب بنوامیہ کی حکومت مستحکم ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سادات کے بارے میں لعن طعن کو بڑھاوا دیا گیا اور اسے سیاسی ضرورت کے تحت جاری رکھا گیا، بالآخر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے دور حکومت میں اس بدعت کو ختم کردیا۔

چونکہ "ناصبیت" کا یہ فتنہ "رافضیت" کی ضد میں اٹھا تھا اسلئے ان کے سارے عقائد و مسائل بھی رافضیت کے بالکل الٹ تھے چانچہ ایک طرف رافضیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الوہیت کے مقام پر فائز کردیا تو دوسری طرف اس کی ضد میں ناصبیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شرعی مقام و مرتبے کا بھی پاس نہ رکھا ایک طرف رافضیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں آنے کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی تکفیر کی تو دوسری طرف ناصبیوں نے "مشاجرات صحابہ" کے حوالے سے اہل سنت کے منصور و مقبول مؤقف کہ ان جنگوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے "خطاء اجتہادی" ہوئی تھی کا بھی انکار کردیا، ایک طرف رافضیوں نے یزید اور اس جیسے ظالم حکمرانوں کی تکفیر اور لعن طعن کا بازار گرم کیا تو دوسری ناصبیوں نے یزید، حجاج اور ان جیسے ظالم امراء کے قصیدے پڑھنے شروع کردیئے اور ان کی کھلی برائی کو بھی ماننے سے بھی انکار کردیا۔

چنانچہ حضرت مولانا اسماعیل ریحان صاحب دامت برکاتہم العالیہ ناصبیوں کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"شیعان معاویہ، شیعان علی کی طرف سے لگائے گئے ناحق خونریزی کے الزام کو قبول نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے انتہاء پسند لوگ الٹا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جمل اور صفین میں قتل عمد کا مجرم اور گناہ گار کہتے تھے پھر انہوں نے شیعان علی کے ہر رہنما کی مذمت شروع کردی اور شیعوں کی نگاہ میں کھٹکنے والے ہر شخص کی ستائش کو عادت بنالیا، یہ لوگ ناصبی کہلائے اسی ضد میں انہوں نے ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سادات کی مخالفت شروع کی اور دوسری طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جعلی روایات بنا کر انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہتر مشہور کردیا، مروان اور یزید کے جعلی فضائل و مناقب بھی پھیلائے گئے اور انہیں حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما پر فوقیت دی گئی، حجاج بن یوسف کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں برحق کہا گیا

ناصبیوں کے تعصب کا یہ عالم تھا کہ وہ بنوامیہ کے ظالم امراء کی کھلی برائی ماننے سے انکار کردیتے تھے"

("تاریخ امت مسلمہ", جلد: 3, ص: 326)

آگے جاکر حضرت لکھتے ہیں کہ:

"ناصبیوں کا سب سے متشدد گروہ "یزیدی" تھا اس کا بانی عدی بن مسافر نامی ایک اموی شخص تھا جو 132ھ میں عباسیوں کے ہاتھوں اموی خلافت کے خاتمے کے بعد شمالی عراق کے پہاڑی علاقوں میں روپوش ہوگیا تھا, اس نے بنوہاشم کی دشمنی اور امویوں کی منتشر طاقت کو جمع کرنے کیلئے یزید بن معاویہ کو ایک مقدس شخصیت کے طور پر مشہور کرنا شروع کردیا اور کہا کہ یزید بن معاویہ وہ سفیانی ہے جس کی پیشن گوئی احادیث میں ہے اور وہ عن قریب دنیا میں دوبارہ ظاہر ہوکر اسے انصاف سے بھر دے گا, شیعوں کی ضد میں بہت سے لوگوں نے اس مؤقف کو اختیار کرلیا"

(جلد: 3, ص: 326)

آگے جاکر حضرت لکھتے ہیں کہ:

"پھر ان کے جاہل رہنماؤں نے قرآن کی تفسیر بھی اپنی مرضی سے اس قدر غلط کی کہ وہ دین کے مسلمات کے منکر بن گئے اور قرآن میں تحریف کرتے چلے گئے, آخر کار وہ قرآن سے بھی محروم ہوکر بالکل بے دین بن گئے۔

اس انحراف کی ابتداء کچھ اس طرح ہوئی کہ یزیدیہ فرقے کے نزدیک یزید کی محبت ایمان کا معیار تھی اور اس پر لعنت کرنا کفر تھا، ان کے نزدیک سانحہ کربلا سے یزید بالکل بری الذمہ تھا بالفرض اگر وہ ملوث تھا تب بھی اسے لعنت کرنے کی گنجائش نہیں تھی، اس حد تک تو جمہور اہل سنت والجماعت بھی قائل تھے کہ احتیاطاً یزید پر لعنت نہ کی جائے، مگر یزیدیوں کا امت سے انحراف اس بات پر تھا کہ وہ یزید کی محبت ایمان کی علامت اور اس پر لعنت کفر قرار دیتے تھے, اپنے مؤقف کو مضبوط کرنے کیلئے ان کی اگلی نسل نے یہ بات گھڑی کہ لعنت کرنا ایسی قبیح حرکت ہے کہ کفار پر بھی جائز نہیں, بعد میں جب ان کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ قرآن مجید میں شیطان پر لعنت کی گئی ہے تو یزیدیوں کے بعض انتہاء پسندوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ قرآن مجید میں جہاں جہاں ابلیس یا کفار وغیرہ پر لعنت کی گئی ہے وہ بعد کے لوگوں کا اضافہ ہے، اللہ ایسے قبیح کلام سے پاک ہے چنانچہ اس مقام پر آکر یزیدیوں نے ابلیس پر بھی لعنت کو ناجائز قرار دے دیا اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنے مذہب کو پختہ کرنے کیلئے قرآن پاک کے نسخوں سے لعنت کے الفاظ مٹادیے، ظاہر سی بات ہے کہ یہاں آکر یہ فرقہ اسلام سے خارج ہوگیا مگر بات یہاں پر ختم نہیں ہوئی اگلے مرحلے میں ان کے کچھ لوگوں نے ابلیس کو ایک

مقدس ہستی مان لیا ان کا کہنا تھا کہ ابلیس پکا مؤحد تھا جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کرکے عقیدہ توحید پر پختگی کا ثبوت دیا، اللہ نے اسے دھتکارا نہیں بلکہ یزیدی جماعت کی رہنمائی کیلئے دنیا میں بھیجا ہے، صدیوں تک یہ فرقہ خاموشی سے پرورش پاتا رہا اور اس کے پیشوا خفیہ رہے بنوعباس کے انتہائی زوال کے زمانے میں ان کے کچھ پیشوا بھی مشہور ہوئے جن میں شمس الدین ابومحمد (م 591ھ)، شیخ فخرالدین (م 655ھ)،زین الدین یوسف (م 725ھ) اور شیخ عزالدین (م 731ھ) نمایاں تھے"

(جلد: 3,ص: 327)

مذکورہ اقتباسات سے ناصبیت اور ناصبیوں کی حقیقت بالکل کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ بدنصیب فرقہ شیعوں کی ضد میں نمودار ہوا اور آخر کار شیعوں کے ہی راستے پر چل کر اسلام کی سرحد سے نکل کر کفر کی سرحدوں میں داخل ہوگیا، اس سے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ رافضی اور ناصبی دو انتہاؤں پر کھڑے ہوئے ہیں جبکہ ان کے درمیان میں مسلک اہل السنت والجماعت کا محفوظ راستہ ہے جس کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اور یہ "رافضیت" اور "ناصبیت" ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں یہ تو تھا دور اول کے ناصبیوں کا حال, دور حاضر کے ناصبیوں کے عقائد و نظریات اگرچہ حد کفر کو نہیں پہنچے لیکن ان کے نظریات جمہور اہل السنت والجماعت کے منصور و مقبول مسلک سے بہرحال متصادم ہیں اور دور اول کے نواصب اور موجودہ نواصب میں اتنی بات قدر مشترک ہے کہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سادات پر تنقید کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔
ان شاءاللہ اس پر اگلی قسط میں ہم ان کی عبارات پیش کرکے تبصرہ کریں گے۔(جاری)

محترم محمد عمر صاحب

قسط: 1

کشف القناع کا تحقیقی جائزہ

معزز قارئین!

کچھ عرصہ قبل محقق اہلسنت والجماعت حضرت علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب دامت برکاتہم کی تحقیقی و علمی کتاب" دفاع اہلسنۃ والجماعۃ" کے جواب میں بریلوی حضرات کی طرف سے ارشد مسعود چشتی بریلوی نے کشف القناع کے نام سے کتاب لکھ کر اس کی پہلی جلد شائع کی اور اپنے زعم میں علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کا رد کیا، لیکن جب کتاب دیکھی گئی تو اس میں سوائے لفاظی اور دھوکے کے کچھ نہ تھا۔ عوام کو بریلوی پروپیگنڈہ سے بچانے کے لئے محترم لئیق رحمانی صاحب نے بروقت اس کا جواب الجواب بنام" کشف الخداع جلد اول" تحریر کرکے بریلویوں کے چاروں شانے چت کر دیئے اور بریلوی علماء و عوام مبہوت ہو کر رہ گئے۔

اس کے بعد ارشد مسعود بریلوی نے" کشف القناع" کی مزید جلدیں شائع کی مگر لئیق رحمانی صاحب کی کتاب کا جواب دینے سے وہ قاصر ہی رہا۔ معلوم نہیں محترم لئیق رحمانی صاحب اب اس کو منہ لگائیں گے یا نہیں لہٰذا اب میں ارشد مسعود بریلوی کی کتاب کی مزید جلدوں کا جواب شروع کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اسے اہل حق کی استقامت کا ذریعہ بنائے۔آمین

بریلوی مطالبے کا جواب بریلویوں کے گھر سے

جلد دوم کے شروع میں ارشد مسعود بریلوی لکھتا ہے کہ:

" لیکن دیوبندیوں سے گزارش ہے کہ جس طرح راقم الحروف نے دیوبندی موصوف کے رد میں لکھی جانے والی اپنی دونوں کتابوں میں اس کے ہر ایک جزء پر تفصیلی و سیر حاصل بحث کی ہے اور اس کے مکمل اعتراض کو نقل کیا ہے اسی طرح دیوبندی بھی راقم الحروف کی کتابوں کے مکمل اعتراض کو نقل کریں اور اس کے ہر جزء پر اسی طرح نقد و تبصرہ کریں جس طرح راقم الحروف نے اپنی کتابوں میں کیا ہے، اور ہر ایک نقطہ کو باحوالہ ذکر کیا ہے۔"

(کشف القناع ج 2ص 14)ق

الجواب: اس قسم کے مطالبات پر رضاخانی کتاب میں لکھا ہے کہ :

" قارئین کریم! اندازہ فرمائیں ان کی چابکدستیوں کا کہ اگر جواب ان کی مرضی کے مطابق نہ ہو تو

وہ گویا جواب ہی نہیں ہوگا ۔ اسے کہتے ہیں خود ہی چور اور خود ہی کوتوال ۔ او بھلے مانس اپنے دماغ کا علاج کراؤ جواب کے درست ہونے کا فیصلہ آپ کون ہوتے ہیں کرنے والے یہ تو غیر جانبدار عوام الناس اور علمائے کرام کریں گے اور ایسے رد لکھنا آپ جیسے احمقوں کا کام ہے کوئی عقل مند ایسا نہیں کیا کرتا کیونکہ ایک ہی کتاب میں ایک ہی بات کو آپ نے کئی کئی بار لکھا ہے تو ہر ہر مرتبہ اس کے ذیل میں اس کا جواب لکھیں اور چھاپیں، ہمارے پاس اتنی فالتو رقم اور وقت نہیں ہے کہ آپ لوگوں کی طرح خواہ مخواہ اپنی کتاب کا حجم بڑھانے کے لئے بونگیاں مارتے جائیں۔ ''

(محاسبہ دیوبندیت ج 1 ص 14،15)

بہرحال! یہ اس بریلوی کا بدترین جھوٹ ہے کہ اس نے علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب کی ہر بات کا جواب دیا، قارئین دفاع اہلسنت اور کشف القناع دونوں کو اٹھا کر مکمل دیکھ سکتے ہیں ۔ دونوں کتابوں کے مطالعے سے آپ پر واضح ہو جائے گا کہ ارشد چشتی نے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے۔

اکابرین امت اور رضاخانی عقائد و مسائل

علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے دفاع اہلسنت میں فرمایا تھا کہ:

'' یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ رضاخانیوں نے دہلی مناظرے کے متعلق جن مسائل کو ذکر کیا شاہ صاحب سے پہلے ہندوستان کے اکابر علماء ان پر اپنی رائے وہی دے چکے تھے جس کو شاہ صاحب نے اپنایا تو آخر مطعون صرف شاہ صاحب کو کیوں کیا جا رہا ہے؟ ہم یہاں اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ان مسائل میں اکابر سے بغاوت شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء نے نہیں کی بلکہ ان کے مخالفین نے کی ہے ۔''

(دفاع اہلسنت ج1 ص 133)

اس کے بعد حضرت علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے علم غیب ، غیر اللہ سے مافوق الاسباب مدد، بدعت اور دیگر موضوعات پر اکابرین کے حوالے سے اپنی بات کو ثابت کیا۔ رضاخانی مؤلف نے اس پر خواہ مخواہ میں طول دے کر بات کو گول کرنے کی کوشش کی ہے، ہم یہاں اس کے اہم اہم اعتراضات کے جوابات نقل کر رہے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور ان کی تفہیمات

علم غیب کے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی عبادت تفہیمات سے نقل کی گئی تھی جس کے جواب میں

رضاخانی مؤلف نے صرف صفحات سیاہ کئے ہیں اور کچھ نہیں، ذیل میں ہم ان اعتراضات کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

نقل میں غلطی یا رضاخانی کی عقل میں؟

پہلا ہی اعتراض موصوف نے یہ کیا ہے کہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے نقل کرنے میں غلطی کی ہے اور ایک دو الفاظ میں لفظی غلطیاں ہیں۔

(مفہوم کشف القناع جلد دوم ص 17)

الجواب : اس کے جواب میں ہم خود معترض کا یہ حوالہ پیش کرتے ہیں کہ :

الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو موتی کی طلب ہے نہ صدف کی

[کشف القناع جلد ۱ ص ۲۷۸]

یہ شعر جناب نے غلط نقل کیا ہے، اصل میں یوں ہے:

" الفاظ کے پیچوں میں الجھتے نہیں دانا
غواص کو مطلب ہے صدف سے کہ گہر سے!"

(ضرب کلیم صفحہ 37)

دوسرا اعتراض یہ کیا کہ عبد القیوم مظاہری نے لکھا ہے کہ تفہیمات کی بعض باتیں سمجھنا مشکل ہے۔

(مفہوم کشف القناع جلد دوم ص 17)

الجواب: اس حوالے کا موصوف کو کیا فائدہ؟

کسی کتاب کی بعض باتیں مشکل ہونے سے اس پوری کتاب کا مشکل ہونا کیسے ثابت ہو گیا؟ کتنی ہی کتب ایسی ہیں جن میں بعض مقامات کا سمجھنا مشکل ہے تو کیا اب سے ان کو بھی پڑھنا چھوڑ دیں؟

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ان بعض باتوں کا سمجھنا بھی مشکل لکھا ہے ناممکن نہیں!

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے حوالے میں رضاخانی تلبیس کا پردہ چاک

رضاخانی مؤلف نے ملفوظات محدث کشمیری سے حوالہ نقل کیا ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ تفہیمات کو مضر اور ضرر رساں سمجھتے تھے۔

(مفہوم کشف القناع جلد دوم ص 18)

اس جگہ بھی موصوف نے انتہائی تلبیس کاری سے کام لیا ہے اور جان بوجھ کر عبارت کا کچھ حصہ چھپایا ہے۔ہم ملفوظات محدث کشمیری کی پوری بات نقل کرتے ہیں، چنانچہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

" فرمایا : کان اللہ ولم یکن شیء غیرہ دوسرے ولم یکن قبلہ بھی آیا ہے ۔ مگر قدم عالم کے رد میں غیر مفید ہے نہ قبلہ اور معلوم رہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب بھی قدم عالم کے قائل ہیں ۔ تفہیمات الہیہ میں بھی سخت مضر چیزیں ہیں ۔اس قسم کی ۔ البتہ شاہ صاحب کی حجتہ اللہ اور الطاف القدس مفید کتابیں ہیں ۔"

(ملفوظات محدث کشمیری ص 208)

قارئین!

اس پوری عبارت کے سامنے آنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ تفہیمات میں قدم عالم کے متعلق باتوں کو مضر رساں کہہ رہے ہیں نہ کہ مکمل تفہیمات کو۔اندازہ لگائیں کہ رضاخانی مؤلف نے بات کو کیا سے کیا بنا دیا!

نیز یہاں پر بھی رضاخانی مؤلف نے عالمِ مدہوشی میں اپنے اصولوں کا خون کر ڈالا ۔چنانچہ رضاخانیوں کا مسلمہ اصول ہے کہ ملفوظات کی کتابیں معتبر نہیں ہوتیں اور ان سے استدلال بھی نہیں کیا جاسکتا۔(دیکھیے مناظرہ گستاخ کون، عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، مجلہ کلمہ حق وغیرہ)

جب خود انکے یہاں یہ بات مسلم ہے کہ ملفوظات سے استدلال جائز نہیں تو پھر اس مسلمہ اصول کو توڑ کر رضاخانی مؤلف کون سا مجتہد بن بیٹھا ہے! یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ اوپر سے تماشہ یہ کہ مظفر شاہ بریلوی اس کتاب کی تعریف یوں کرتا ہے کہ

" ہر صفحہ کی تحقیق لائق دید ،باعث شوق مزید و مبنی بر بحث سدید ہے"

[کشف القناع جلد ۲ ص ۱۳]

آگے یہ بھی لکھتا ہیں:

"بندہ ناچیز کے وہم و گمان سے بھی زیادہ کتاب کی جلد اول کو پذیرائی حاصل ہوئی۔ بزرگ علماء نے بھی اظہار خیال کرتے ہوئے کتاب کو خوب سراہا اور دعاؤں سے نوازا۔ "

(ایضاً)

رضا خانیوں کے ہاں اپنے ہی اصول کی مخالفت کرنا تحقیق کہلاتا ہے اور اسی کی پذیرائی بھی ہوتی ہے۔

مختصر یہ کہ ملفوظات رضاخانیوں کے اصول سے پیش نہیں کیے جاسکتے ۔تاہم پھر بھی اگر شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب" تفہیمات الٰہیہ " میں ان کے تفردات بھی شامل ہوں تو کیا قیامت آجاتی ہے؟ اور کیا وہ ساری کتاب محرف اور ناقابل استدلال ہو جاتی ہے؟جواب دیجئے گا!

اگر شاہ صاحب کی بعض باتوں میں اختلاف نقل کر دیا تو اس میں کیا غلط ہے ؟ جب مولانا ساجد صاحب نے احمد رضا خان بریلوی کے متعلق دکھایا تھا کہ اس نے صحابہ تک سے اختلاف کیا تو اس پر تو کئی صفحات سیاہ کر دیئے کہ اختلاف تو اسلاف و صحابہ میں موجود رہا ہے مگر ادھر وہی بات نقطہ تنقید بن گئی۔ یہ کھلی منافقت نہیں تو اور کیا ہے جسے مظفر شاہ بریلوی اور مظفری ٹولہ تحقیق کا نام دیتا ہے۔

مزید یہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کو آپ کے بڑوں نے وہابی لکھا ہے مگر پھر بھی بریلوی حضرات ان کو اکابر میں سے قرار دیتے ہیں۔دوسری جانب اگر ہمارے بعض علماء یہ کہہ دیں کہ شاہ صاحب کے تفرادات ہیں اور ان کی بعض باتیں مضر ہیں تو اس نقطہ کو لے کر ناول نگاری کرو! واہ بھئی واہ، اسی کو رضاخانی تحقیق کا نام دیتے ہیں!
رضاخانی مؤلف نے اس کے بعد ص 18 سے 26 تک یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دیوبندی علماء شاہ صاحب کی بعض باتوں کو عجیب کہتے ہیں، بعض باتوں میں ان کی موافقت نہیں کرتے اور تفہیمات الٰہیہ میں کچھ جگہ کاتب کی غلطیاں ہیں۔ (دیکھئیے کشف القناع جلد دوم ص 18 تا 26)
الجواب: جواباً عرض ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ باوجود اپنے علم و عظمت کے ایک انسان اور امتی ہی تھے معصوم ہرگز نہ تھے، ہم سنیوں کا تو عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں ہوتا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ ہر کسی سے غلطی ہوسکتی ہے۔ اس پر ہم رضاخانیوں کے گھر سے حوالہ پیش کر دیتے ہیں۔
احمد رضا خان بریلوی لکھتا ہے کہ :

" انبیاء علیہم الصلوۃ والثنا کے سوا کوئی بشر معصوم نہیں، اور غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی کلمہ غلط یا بے جا صادر ہونا کچھ نادر کالمعدوم نہیں، پھر سلف صالحین و ائمہ دین سے آج تک اہل حق کا یہ معمول رہا ہے کہ کل مأخوذ من قولہ و مردود علیہ الا صاحب ہذا القبر صل اللہ تعالی علیہ وسلم جس کی جو بات خلاف اہل حق و جمہور دیکھی، وہ اسی پر چھوڑی اور اعتقاد وہی رکھا جو جماعت کا ہے... "
(اللہ جھوٹ سے پاک ہے ص 170)

اسی طرح امجد علی اعظمی بریلوی لکھتا ہے کہ :
" اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے "
(بہار شریعت حصہ اول ص 38)
اور جہاں تک بات ہے تفہیمات میں لفظی غلطیوں کی تو ان پر اعتراض کرنا فضول ہے، خود بریلویوں نے لکھا ہے کہ :
"کمپوزنگ کی غلطی مصنف کی غلطی شمار نہیں کی جائے گی "
(ختم نبوت اور تحذیر الناس صفحہ 22)
اسی طرح ایک اور بریلوی لکھتا ہے کہ:
" اور کتابت کی غلطیوں سے دنیا کی کوئی کتاب بھی شاید ہی محفوظ ہو "
(روئداد مناظرہ جھریا صفحہ 13 / مکتبہ جام نور دہلی)
لہٰذا رضاخانی مصنف کو چاہیے کہ کاتب کی غلطیوں پر صفحات سیاہ کرنے کے بجائے کچھ علمی باتیں لکھیں۔

تفہیمات الٰہیہ اور معجزہ شق القمر

ارشد چشتی بریلوی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ انہوں نے تفہیمات میں معجزہ شق القمر کا انکار کیا جبکہ جمہور کا نظریہ اس کے خلاف ہے اور خود شاہ ولی اللہ کی ہی دوسری کتاب میں اسے معجزہ تسلیم کیا گیا ہے۔ (کشف القناع جلد 2 صفحہ 26 تا 37)
پہلی بات تو یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ معجزہ شق القمر کے قائل تھے جیسا کہ وہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اور ایک معجزہ شق القمر ہے"

(سیرت الرسول ﷺ صفحہ 57)

اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی دیگر تصانیف مثلاً قصیدہ اطیب النغم مترجم (صفحہ 119-120) اور فتح الرحمن میں بھی معجزہ شق القمر کا صاف اقرار موجود ہے۔
اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تفہیمات میں انکار کس چیز کا ہے؟ تو علماء کرام نے اس کی تاویل کی ہے اور ان میں بندہ ناچیز کے علم کے مطابق سب سے اچھی اور بہترین تاویل مفتی رضاء الحق صاحب نے کی ہے، چنانچہ مفتی رضاء الحق صاحب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قول کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں کہ :

"قرآن کریم میں جس شق قمر کا ذکر ہے وہ واقع نہیں، بلکہ قیامت میں ہوگا، اس لئے کہ اس کے ساتھ اقتربت الساعۃ مذکور ہے، ہاں جو حدیث والا شق قمر ہے اس کا انکار نہیں فرمایا۔ اور یہ بات بعض مفسرین نے بھی لکھی ہے، تفسیر سمرقندی میں ہے، وقال بعضهم: اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ يعني: تقوم الساعة، وينشق القمر يوم القيامة۔ (۱۹۷/۳) در منثور میں بھی بعض حضرات کا یہ قول نقل کیا گیا ہے۔"

(شرح قصیدہ بردہ ج 1 صفحہ 73)

لہٰذا بجائے اس کے کہ اس قول کی وجہ سے پوری تفہیمات کا ہی انکار کیا جائے مناسب یہ ہے کہ اس قول کی ایسی تاویل کی جائے جس سے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے اقرار و انکار میں تطبیق ہو سکے۔
یہی وجہ ہے کہ آج سے پہلے بھی علماء کرام نے شاہ صاحب کے اس قول کی تاویل کی ہے نہ کہ اس کی وجہ سے پوری تفہیمات کا ہی انکار کیا۔خود ارشد چشتی بریلوی نے جہاں مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی سے اس عبارت کا رد نقل کیا تو وہاں یہ بھی نقل کیا کہ :

""حق یہ ہے کہ جو "تفہیمات الٰہیہ" میں ہے وہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا کی گئی بات ہے۔لہٰذا کسی دوسرے پر حجت نہیں بنے گی۔"

(کشف القناع جلد 2 صفحہ 35)

قارئین دیکھئے مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی نے بھی اس قول کی تاویل ہی کی نہ کہ اس وجہ سے پوری کتاب ہی کا انکار

کر ڈالا ۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی نے اس قول کو اللہ تعالی کی طرف سے القا کیا ہوا قرار دیا لہٰذا بریلوی حضرات اس کا انکار کرنے کے بجائے اس کی تاویل کرے اور بہتر تاویل اوپر ہم نقل کر چکے ہیں ۔ اسی میں سلامتی ہیں ۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اور عقیدہ علم غیب

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ صاف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو علم غیب حاصل نہیں اور جو بعض پوشیدہ باتیں انبیاء و اولیاء کو معلوم ہوتی ہیں ان کی وجہ سے بھی وہ عالم الغیب نہیں بنیں گے کیونکہ علم غیب ہوتا ہی ذاتی ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے دفاع اہلسنت ج اول صفحہ 134)

ارشد چشتی بریلوی نے اس کی عجیب بلکہ مضحکہ خیز تاویلات کی ہے اور یہ کہا کہ یہاں علم غیب عطائی کی نفی نہیں بلکہ ذاتی کی نفی ہے۔

(ملخصاً کشف القناع جلد دوم صفحہ 37 تا 41)

جبکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی عبارت صاف اور بے غبار ہیں۔ نہ اس نظریہ کے خلاف ان کی کتب میں کچھ موجود ہے نہ ان کی علم غیب کے متعلق عبارت میں کچھ الجھن ہے۔ لہٰذا یہاں بے کار تاویلات کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفت علم غیب کو ہی اللہ تعالیٰ کی صفت قرار دیتے ہیں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ :

والانبیاء علیھم السلام فضل اللہ بعضھم علی بعض فالفاضل لا محالۃ لہ کمال یختص بہ لیس فی المفضول ولیس المفضول بناقص ثم لیعلم انہ یجب ان ینفی عنھم صفات الواجب جل مجدہ من العلم بالغیب والقدرۃ علی خلق العالم الی غیر ذلک ولیس ذلک بنقص۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بعض حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو بعض پر فضیلت دی ہے تو لامحالہ فاضل اس کمال سے مختص ہوگا جو مفضول میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس میں مفضول کی کچھ توہین نہیں ہے۔ پھر یہ بات بھی اچھی طرح جانی چاہیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے ان صفات کی نفی کرنا واجب ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں؛ مثلاً علم غیب اور جہان کو پیدا کرنے پر قدرت وغیرہ اور اس میں ان کی کوئی تنقیص بھی نہیں ہے۔

(تفہیماتِ الہیہ: ج1 ص24 بحوالہ ازالۃ الریب: ص97)

بریلوی علماء کے نزدیک تفہیمات الٰہیہ شاہ ولی اللہؒ کی کتاب ہے!

کشف القناع میں تو مظفر شاہ اور اس کی ٹیم بڑے شوق سے تفہیمات کا انکار کر رہی ہیں لیکن ان کے اعلیٰ حضرت

مولوی احمد رضا خان نے اس کتاب کو شاہ ولی اللہ کی کتاب قرار دے کر اس کتاب سے ان کا نظریہ نقل کیا ہے۔(دیکھئے ملفوظات اعلی حضرت حصہ چہارم صفحہ 431 /مکتبۃ المدنیہ)
اسی طرح بریلویوں کے معتمد عالم فقیر محمد جہلمی بھی اس کو شاہ صاحب کی کتاب قرار دیتے ہیں۔(دیکھئے حدائق الحنفیہ صفحہ 467)
یاسین اختر مصباحی نے بھی اس کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کی کتاب شمار کیا ہے (مقدمہ الفوز الکبیر صفحہ 17)
بریلوی حضرات کو چاہئے کہ پہلے اپنے گھر کی بھی خبر لیا کریں۔

کیا صرف تفہیمات الٰہیہ میں تحریف ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صاحب کی تفہیمات میں تحریف کا رونا تو بریلوی حضرات بڑے شوق سے روتے ہیں لیکن لوگوں کو یہ نہیں بتاتے کہ شاہ صاحب کی دیگر تصانیف جیسے ہمعات، عقد الجید، تاویل الاحادیث وغیرہ میں بھی حذف و الحاق کی بات کی گئی ہے، چنانچہ بریلویوں کے معتمد عالم حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں کہ :

" شاہ صاحب کے ساتھ تو ابتداء ہی سے یہ معاملہ روا رکھا گیا، ان کی کئی کتابوں (تاویل الاحادیث ،ہمعات، عقد الجید وغیرہ) میں حذف و الحاق کیا گیا ۔"
(شاہ ولی اللہ اور ان کے اصحاب صفحہ 53)

قارئین!
معلوم ہوا کہ بریلویوں کے یہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی عقد الجید، تاویل الاحادیث، ہمعات وغیرہ کتابیں بھی الحاق و تحریف شدہ ہیں لیکن اس کے باوجود نہ صرف یہ کہ بریلوی ان کتابوں کی نسبت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی طرف کرتے ہیں بلکہ ان کتابوں سے اپنے عقائد و نظریات پر استدلال بھی کرتے ہیں۔ تفصیل کا موقع نہیں ورنہ بریلوی کتب سے وہ مقامات بھی دکھا دیتا جہاں انہوں نے ان کتابوں سے استدلال کیا ہے۔
آخر کیا وجہ ہے کہ یہاں تحریف والی بات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے؟

جو علم عطا ہو جائے وہ غیب نہیں کہلاتا

بریلوی مصنف نے اس کے بعد مفتی حمید اللہ جان صاحب کا حوالہ دیا ہے کہ علم غیب کی دو قسمیں ہیں ذاتی اور عطائی، پھر اپنی ناول نگاری شروع کی
(کشف القناع جلد دوم ص 41 تا 43)
الجواب: یہ حوالہ جناب کو بالکل بھی مفید نہیں کیوں کہ غیب کے علوم کی اطلاع اور خبر بذریعہ وحی یا بذریعہ کشف و الہام تو علماء دیوبند بھی مانتے ہیں لیکن فرق یہ ہے کہ اس کو علم غیب نہیں کہتے جیسا کہ ائمہ اہل سنت نے اس

بات کی تصریح کی ہے ۔
یہاں ہم بریلوی کتاب سے بھی اپنی تائید پیش کر دیتے ہیں، مفتی احمد یار خان نعیمی تفسیر مدارک کا حوالہ پیش کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ :

" مدارک کی اس توجیہ سے معلوم ہوا کہ ان کی اصطلاح میں جو علم عطائی ہو وہ غیب ہی نہیں کہا جاتا، غیب صرف ذاتی کو کہتے ہیں "
(جاء الحق ص 91)

بتائیں، کیا جواب ہے آپ کے پاس اس کا؟
مزید مفتی حمید اللہ صاحب کی اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ :
" البتہ یہ عقیدہ رکھنا کہ رسول اکرم صل اللہ علیہ وسلم کو جمیع مغیباتوں کا علم ہے یہ باطل اور غلط عقیدہ ہے "
(ارشاد المفتین ج 1 ص 244)

شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کی عبارت

شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے علم غیب کو لوازم الوہیت قرار دیا ہے۔
(تفسیر عزیزی ج1 صفحہ 52)
شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کی اس بات کا بھی بریلوی موصوف نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ ان کی کتاب سے یہ دکھایا کہ وہ بھی انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اظہار غیب مانتے ہیں (دیکھئے کشف القناع ج2 صفحہ 43،44)
لیکن اس کا جناب کو کیا فائدہ؟ نہ تو یہ عبارت ہمارے خلاف ہے اور نا ہی یہ عبارت بریلوی عقیدے کی تائید کرتی ہے۔ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے تو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اظہار غیب کا اثبات کیا ہے نہ کہ علم جمیع ماکان وما یکون کا جیسا کہ خود ارشد چشتی بریلوی نے شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ:
" او را اظہار بر غیوب خاصہ خود می فرماید "
(تفسیر عزیزی بحوالہ کشف القناع ج2 صفحہ 44)
علماء دیوبند تو انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے اظہارِ غیب، اخبار غیب اور انباء غیب کے قائل ہیں جیسا کہ مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

" اس مقام پر یہ بتلانا ہے کہ علم غیب، عالم الغیب، علم ماکان و مایکون اور علیم بذات الصدور کا مفہوم الگ اور جدا ہے اور اخبار غیب اور انباء غیب پر مطلع ہونا جدا مفہوم ہے ۔دوسری بات کا (آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم کے لئے) منکر ملحد اور زندیق اور پہلی بات کا مثبت مشرک اور کافر ہے ۔اور ان

دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اخبار غیب اور انباء غیب کی صرف بطور نمونہ چند حدیثیں ہم یہاں نقل کرتے ہیں کہ اکابرین علماء دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتھم میں (جو اس زمانہ میں صحیح طور پر اہل السنت و الجماعت ہیں) کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہے ۔''

(ازالۃ الریب صفحہ 38)

اب اگر کسی عالم نے انبیاء یا اولیاء کے لئے لفظ علم غیب کا استعمال کیا بھی ہے تو وہ لغوی معنی میں استعمال کیا ہے نہ کہ اصطلاحی معنی میں کیوں کہ شرعی اصطلاح میں یہ صفت اور لفظ اللہ تعالٰی کے ساتھ خاص ہے۔
اس بات کی بھی تائید ہم بریلویوں کے گھر سے پیش کر دیتے ہیں، چنانچہ پیر محمد چشتی بریلوی لکھتا ہے کہ:

'' جہاں جہاں ذوات قدسیہ انبیاء و مرسلین اور ان کے متبعین کیلئے علم غیب کا ثبوت آیا ہے وہ علم غیب کے لغوی مفہوم پر محمول ہیں "۔

(اصول تکفیر صفحہ 360)

خیانت پکڑی گئی

ارشد چشتی نے شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ کی عبارت نقل کرنے میں بڑی بے شرمی سے خیانت کا ارتکاب کیا ہے ۔ وہ اس طرح کہ شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے تفسیر عزیزی میں انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے لکھا ہے کہ :

'' او را اظہار بر بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید ''

(تفسیر عزیزی تحت الا من ارتضی من رسول)

یعنی اللہ تعالی انبیاء کرام علیہم السلام پر اپنے'' بعض '' خاص غیوب ظاہر کرتا ہے ۔
چونکہ یہاں شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے'' بعض '' غیوب پر اظہار کی بات کی ہے جس سے بریلویوں کے عقیدہ جمیع ماکان ومایکون پر زد پڑتی ہے اسی لئے ارشد چشتی نے یہاں چپ چاپ'' بعضے '' کا لفظ ہی کھا لیا اور ڈکار بھی نہیں لی ۔چنانچہ جب ارشد چشتی نے یہ عبارت نقل کی تو یوں لکھا :

'' او را اظہار بر غیوب خاصہ خود می فرماید ''

(دیکھئے کشف القناع ج2 صفحہ 44)

یہاں صاف ارشد چشتی نے'' بعضے '' کا لفظ چھوڑ دیا ہے جو اس کی علمی نہیں بلکہ شرمناک خیانت ہے ۔
صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب اس فارسی عبارت کا ترجمہ کیا تو اس میں بھی یہ لفظ نقل نہیں کیا ۔(دیکھئے کشف القناع ج2 صفحہ 44)
اس نقل چور کو کم از کم تفسیر عزیزی کا ترجمہ دیکھ لینا چاہیے تھا جو خود بریلوی حضرات نے شائع کیا ہے ۔ لیکن نقل چور کو وہ فرصت کہاں، یہ صاحب تو ناول نگاری میں مصروف ہے!

تفسیر عزیزی کا جو ترجمہ بریلوی حضرات نے کیا ہے اس میں انہوں نے لفظ" بعضے " کے ساتھ یوں ترجمہ کیا ہے :
" اپنے بعض خاص غیوب پر اطلاع فرماتا ہے "
(تفسیر عزیزی مترجم ج 3 صفحہ 317)
ایسی شرمناک خیانت کرنے کے باوجود ارشد چشتی علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ عبارات میں خیانت کرتے ہیں!
اسے کہتے ہیں

دوسروں پر طعن کرتے ہو اپنے گھر کی خبر نہیں
تم سا احمق تو دنیا میں کوئی بشر نہیں

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی عبارت

علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب نے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی لکھا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں میں رسوم جاہلیت اور مخلوق کو حاجت روا بنانے پر سختی سے منع کیا ہے۔(دیکھئے دفاع اہلسنۃ والجماعۃ ج 1 صفحہ 135)۔
اس کے جواب میں ارشد چشتی نے یہ لکھا کہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ان جہلاء کی تردید کی ہے جو اولیاء اللہ کو مؤثر حقیقی سمجھتے ہیں جبکہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مطلق طور پر تردید کی ہے۔ لہٰذا ارشد چشتی نے یہاں واضح طور پر جھوٹ بولا ہے۔
آگے ارشد چشتی نے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے ایک رسالے سے عبارت پیش کی ہے اور اپنے زعم میں یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بھی بریلویوں کی طرح اولیاء اللہ کے تصرفات کے قائل ہیں معاذ اللہ(دیکھئے کشف القناع ج2 صفحہ 45)۔
جواب : ایسا لگتا ہے ارشد چشتی ذہنی مریض ہے جو خود اپنی لکھی اور نقل کی ہوئی عبارت بھی نہیں سمجھ پاتا ۔ مجدد الف ثانی رحمہ کا جو حوالہ نقل کیا گیا ہے اس میں صرف اتنی بات ہے کہ اللہ تعالی قطب ابدال کے فیوض و برکات کے واسطے اور سبب سے رزق عطا فرماتا ہے، مریضوں کو شفاء دیتا ہے، یا صحت عطا کرتا ہے ۔ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے قطب ابدال کے فیض کا ذکر کیا ہے نہ یہ کہ ان کو مختار بتلایا ہے۔خود ارشد چشتی نے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ یہ کیا ہے :
" قطبِ ابدال ان فیوض و برکات کے پہنچنے کا واسطہ ہوتا ہے... "
(کشف القناع ج2 صفحہ 45)
یہاں صاف طور پر قطب ابدال کو فیوض و برکات پہنچنے کا واسطہ لکھا گیا ہے جس کے ہم منکر نہیں لیکن ارشد چشتی اس عبارت سے اولیاء اللہ کے تصرفات ثابت کر رہا ہے!
یہ حالت ہے بریلوی مناظر اور مصنف کی۔شرم شرم شرم(جاری)

مفتی محمد طلحہ صاحب

المھند علی المفند اور عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قارئین کرام !

اہل السنت والجماعت بالخصوص علماء دیوبند کا اتفاقی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنے اپنے قبور مبارکہ میں زندہ ہے اور ان کے ابدان مقدسہ بعینھا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے ، صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں۔

(تسکین الصدور ص 37)

واضح رہے کہ یہ حیات صرف روحانی نہیں، بلکہ جسمانی بھی ہے اور روح مبارک کا تعلق اور اتصال قبر مبارک میں موجود جسد عنصری کے ساتھ ہے اس عقیدہ کا انکار اہل السنت والجماعت میں سے کسی نے نہیں کیا، چنانچہ امام اہل السنت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ رقمطراز ہیں

"کہ بلا خوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً 1374ھ(فرقہ مماتیہ اس کے بعد پیدا ہوا۔ناقل) تک اہل السنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام۔ناقل) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عندالقبر صلاۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے ۔کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی ، کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عندالقبر صلاۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے ۔

من ادعی خلافه فعلیه البیان ولا یمکنه ان شاء الله الی یوم البعث والجزاء والمیزان"

(تسکین الصدور 290)

یہی عقیدہ اہل السنت والجماعت کی دیگر کتابوں میں ہونے کے ساتھ ساتھ علماء دیوبند کے عقائد پر مشتمل اتفاقی دستاویز المہند علی المفند میں بھی بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے جس میں کسی بھی ذی عقل وشعور کو

شک وشبہ کی گنجائش نہیں، مگر اس اجماعی عقیدہ کو مشکوک بنانے کے لیے پاکستان میں ایک طبقہ بنام اشاعت التوحید والسنہ سرگرم عمل ہیں جن کو عرف عام میں جدید معتزلہ ، مماتی ، پتھری ، پنجپیری وغیرہ ناموں سے یاد کیا جاتا ہے
۔

قارئین کرام !

عجیب بات یہ ہے کہ ان حضرات کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ بدعات اور اہل بدعت کا رد کرتے ہیں حالانکہ اس باب میں یہ حضرات خود اہل بدعت کے ہمنوا ہیں ، المہند علی المفند کا انکار یا اہل بدعت کرتے ہیں یا پنجپیری حضرات ۔ اس کو مشکوک بنانے کے لیے یہی دونوں طبقات برسرِ پیکار ہیں۔

مماتی حضرات کا المہند پر شبہ

یہ حضرات یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ المہند علی المفند میں لکھا ہے کہ قبر شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی دنیوی ہے ، نہ کہ برزخی ، حالانکہ تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ قبر کی زندگی برزخی ہے جبکہ المہند علی المفند میں اس کا انکار کیا گیا ہے۔

شبہ کا جواب

حقیقت یہ ہے کہ یہ حضرات المہند علی المفند کی ایک عبارت ادھوری نقل کرکے غلط مطلب لیتے ہیں۔ آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ واقعی المہند میں ایسا ہی لکھا ہے۔

المہند علی المفند اور حیات انبیاء کرام علیہم السلام

المہند علی المفند میں صاف لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی دنیاوی بھی ہے اور برزخی بھی ، اور اسی المہند میں دنیاوی اور برزخی کا مطلب بھی ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ دنیاوی اس وجہ سے ہے کہ دنیاوی جسد کے ساتھ ہے لہذا دنیاوی جسم کے ساتھ ہونے کی وجہ سے اس زندگی کو حیات دنیاوی کہا جاتا ہے (یعنی قبر میں دنیاوی کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ وہ دنیا کی طرح قبروں میں بھی عبادات کے مکلف ہیں)اور برزخی اس لیے ہے کہ عالم برزخ میں ہے لہذا عالم برزخ میں ہونے کی وجہ سے اس زندگی کو حیات برزخی بھی کہا جاتا ہے اب برزخ کیا ہے؟

تو برزخ موت کے بعد قیامت تک کے زمانے کو کہا جاتا ہے برزخ کا یہی معنی اہل السنت کی کتابوں میں تو ہے ہی ، خود مماتیوں کے کتب سے بھی اس پر درجنوں حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں سردست ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے کہ

جس سے منصف مزاج مماتی بھی انکار نہیں کرسکتے ، برزخ کا یہی معنی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر جواھر القرآن سورۃ مومنون کی آخری رکوع ومن وراٸھم برزخ الی یوم یبعثون کے تحت لکھا ہے۔ البتہ المہند علی المفند میں یہ بھی لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر کی زندگی برزخی تو ہے مگر عام مردوں کی برزخی زندگی کی طرح نہیں ، بلکہ عام اموات کے بنسبت ان کی زندگی اعلی وارفع ہے ۔

خلاصہ !

1: انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی قبروں میں برزخی ہے کیونکہ موت کے بعد ہے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام پر دنیا میں موت طاری ہوچکی ہے ، لیکن عام اموات کی برزخی زندگی کی طرح نہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا درجہ عام اموات سے اعلیٰ وارفع ہے۔

2: انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی صرف روح کے ساتھ نہیں اور نہ جسدمثالی کے ساتھ ہے بلکہ اہل السنت کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی دنیاوی جسموں کے ساتھ ہے اور دنیاوی جسم کے ساتھ ہونے کی وجہ سے ہی اس کو حیات دنیوی کہا جاتا ہے۔

اب آیئے المہند کی عبارت کی طرف

"عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف" ۔

اس عبارت میں صاف بتایا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی قبر شریف میں دنیاوی ہے لیکن دنیوی کا مطلب یہ نہیں کہ وہ قبر مبارک میں دنیا کی طرح احکام الٰہی کے مکلف ہے یا ان پر موت ہی نہیں آئی۔ اچھا جب یہ مطلب نہیں ، پھر کیا مطلب ہے دنیاوی کا؟

تو اسی المہند میں اسی عبارت کے آگے خود محدث کبیر علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنے کا واقعہ نقل کیا ہے جو تفصیل سے صحیح مسلم شریف میں منقول ہے اور اس واقعہ کے بعد آگے علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "فان الصلاۃ تستدعی جسدا حیا" کہ موسی علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا اپنی جسم کے ساتھ تھا لہٰذا موسیٰ علیہ السلام کا جسم مبارک قبر میں زندہ ہے کیونکہ نماز ایسا کام ہے جو زندہ جسم کو چاہتی ہے اور جب جسم زندہ ہو تب ہی نماز پڑھی جاسکتی ہے ۔ لہٰذا قبر میں دنیاوی زندگی کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی جسم کے ساتھ زندہ ہے چنانچہ اسی عبارت کے ساتھ ہی آگے صاف لکھا ہے کہ "فثبت بھذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ"۔ فثبت میں فاء فصیحیہ یا نتیجیہ ہے۔

مماتیوں کا دھوکہ

مماتی حضرات المہند کی ایک آدھی عبارت سے دھوکہ دیتے ہیں اور پھر ظلم بالائے ظلم یہ بھی کرتے ہیں کہ اس کا معنی اور مفہوم بھی غلط نکالتے ہیں ۔
وہ عبارت یہ ہے !
وحیوتہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبجمیع الانبیاء صلوات اللہ علیہم والشہداء لا برزخیۃ "کہ اس عبارت میں صاف لکھا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی دنیاوی ہے نہ کہ برزخی ۔
مگر یہ مماتی حضرات کا خالص دھوکہ ہے آدھی عبارت نقل کر کے اپنی خواہش کے مطابق مطلب لیتے ہیں حالانکہ اسی عبارت کے ساتھ صاف عبارت موجود ہے "**لا برزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المومنین بل لجمیع الناس**"
یہاں "**کما**" میں کاف برائے تشبیہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی ایسی برزخی نہیں جس طرح عام انسانوں کی برزخی زندگی ہوتی ہے بلکہ عام انسانوں سے رتبہ میں بلند برزخی زندگی ہوتی ہے ، چنانچہ اسی المہند میں اسی کے آگے صاف لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قبر مبارک میں دنیاوی بھی ہے اور برزخی بھی ، چنانچہ عبارت یہ ہے "**فثبت بھذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی العالم البرزخ**"
مماتی حضرات یہ عبارت المہند کی کبھی بھی نقل نہیں کرتے کیونکہ اس سے ان کے سارے دھوکہ کی حقیقت کھل جاتی ہے ، تاہم اگر المہند کی یہ صریح اور واضح عبارت نہ بھی ہوتی تب بھی اوپر والی عبارت بذاتِ خود بھی بے غبار تھی۔

مثال:

اس کو ایک مثال سے سمجھا دیتا ہوں ، اگر کوئی مماتی مثلاً کہہ دے کہ ہمارے امیر شیخ طیب صاحب عام انسانوں کی طرح انسان نہیں ، تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ شیخ طیب صاحب بالکل ہی انسان نہیں ؟ ظاہر ہے کہ یہ مطلب بدیہی طور پر غلط ہے بلکہ مطلب یہ ہے شیخ طیب صاحب انسان تو ہے مگر عام انسانوں کی طرح نہیں بلکہ مماتیوں کے نزدیک اس کی شان بلند ہے ، بالکل یہی مطلب المہند کی عبارت کا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں زندگی عام مردوں کی طرح برزخی نہیں۔ بلکہ عام اموات سے اعلیٰ و ارفع ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

محترم محسن اقبال صاحب

علامہ وحید الزمان کے غیر مقلد ہونے کا مستند ثبوت

علامہ وحید الزماں غیر مقلدین کے گلے میں پھنسی وہ ہڈی ہے جس کو وہ نہ نگل سکتے ہیں اور نہ حلق سے اتار سکتے ہیں۔موجودہ تمام غیر مقلدین وحید الزماں کو اپنا ماننے سے انکار کرتے ہیں لیکن ان کے مستند اور اکابر غیر مقلد علماء بار بار اپنی کتابوں میں لکھ کر ان موجودہ غیر مقلدین کو بتا رہے ہیں کہ وحید الزماں اہلحدیث تھا۔

علامہ وحید الزماں اہلحدیث کا مشہور عالم تھا اور جہاں جہاں اہلحدیث مؤرخین اور علماء نے اہلحدیث کی تصنیفی اور خدمات حدیث کا ذکر کیا ،وہاں وحید الزماں کو اور اس کی کتب کو بطور اہلحدیث پیش کیا گیا۔

اس مضمون میں ان شاءاللہ اہلحدیث علماء کے مستند حوالے پیش کروں گا جن علماء نے وحید الزماں کا اہلحدیث مانا اور اسکی کتب کو اہلحدیث کی کتب میں شامل کیا۔

غیر مقلدین کے مؤرخ عبدالرشید عراقی صاحب اپنی کتاب تذکرۃ النبلاء میں 174 نامور اہلحدیث علماء کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان اہلحدیث علماء میں علامہ وحید الزماں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"وحید الزماں کا خاندان حنفی تھا لیکن اپنے بھائی مولانا بدیع الزماں کی صحبت اور حدیث کی کتابوں کے ترجمے کی وجہ سے آپ غیر مقلد(اہلحدیث) بن گئے تھے اور عقائد میں پورے سلفی تھے"
(تذکرۃ النبلاء، صفحہ 385)

ایک اور اہم بات یہ ہے کہ عبدالرشید عراقی صاحب نے اہلحدیثوں کو غیر مقلد تسلیم کر لیا۔

علامہ وحید الزماں امام اہلحدیث تھا۔غیر مقلد عالم رئیس ندوی کا اعتراف اور علامہ وحید الزماں کی عبارات کا دفاع

مشہور غیر مقلد عالم رئیس ندوی نے اپنی کتاب "مجموعہ مقالات پہ سلفی تحقیقی جائزہ" میں کئی بار اعتراف کیا کہ علامہ وحیدالزماں امام اہلحدیث تھا اور اس کے ساتھ ساتھ رئیس ندوی صاحب نےاپنی اسی کتاب میں علامہ وحیدالزماں کی کتابوں "نزل الابرار،ہدیۃ المھدی اور کنز الحقائق" کا بھرپور دفاع بھی کیا ہے۔

غیر مقلدو!

اگر وحید الزماں تمہارا نہیں اور اس کی کتابیں "نزل الابرار،ہدیۃ المھدی اور کنز الحقائق" تمہاری نہیں تو تمہارا عالم رئیس ندوی تمہارے امام اہلحدیث وحید الزماں کی عبارت کا دفاع کیوں کرتا پھر رہا ہے؟

غیر مقلد عالم عبد القادر حصاری علامہ وحید الزماں کی کتاب لغات الحدیث سے ایک قول کو دلیل بناتے ہوئے کہتے ہیں کہ

"صحاح ستہ کا ترجمہ انہی کا لکھا ہے جو کہ اہلحدیث میں مروج ہے"۔

(فتاوی حصاریہ، جلد3 صفحہ 76)

اگر وحید الزماں اہلحدیث نہیں تھا تو اس کا ترجمہ اہلحدیث میں کیسے مروج ہو گیا؟

اگر وحید الزماں اہلحدیث نہیں تھا تو کیا مولانا عبد القادر حصاری نے جھوٹ بولا ہے کہ اہلحدیث میں وحید الزماں کا ترجمہ مروج ہے؟

غیر مقلدو!

اگر وحید الزماں اہلحدیث نہیں تھا تو تسلیم کرو کہ تمہارے مولانا عبدالقادر حصاری بھی باقی اکابرین کی طرح وحید الزماں کو اہلحدیث کہنے میں جھوٹے ہیں۔

غیر مقلدین کے مبشر حسین لاہوری صاحب نے علامہ وحید الزمان کا عقیدہ اور مسلک کے نام سے غیر مقلدین کے مشہور رسالہ محدث میں ایک مضمون لکھا۔

اس رسالہ میں علامہ وحید الزمان کے مسلک اہلحدیث ہونے کے بارے میں اپنے اہلحدیث عالم کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"موصوف کے مسلک و عقیدہ کے حوالہ سے لوگوں میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے ، بعض لوگ آپ کو حنفی و مقلد اور اہلحدیث قرار دیتے ہیں جبکہ بعض نے آپ کو شیعہ ہونے کا بھی گمان ظاہر کیا ہے ۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ پہلے حنفی المذہب تھے پھر احادیث کے تراجم کے دوران آپ مسلکاً اہلحدیث ہو گئے"۔

(اربابِ علم و فضل از محمد ادریس بھوجیانی ص 139، بحوالہ : ماہنامہ محدث ، لاہور ۔ جنوری 2003 ءصفحہ 74)

مبشر حسین لاہوری صاحب علامہ وحید الزماں کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ

" اکثر اہلحدیث کا یہی قول ہے اور ہمارے اصحاب میں سے صاحب سبل السلام نے اسی کو ترجیح دی ہے"

اور وحید الزماں کے اس قول کے بعد لکھتے ہیں کہ

"صاحب سبل السلام ، محمد بن اسماعیل امیر صنعانیؒ چونکہ اہلحدیث مکتب فکر کے ممتاز فرزند تھے اسلئے مولانا مرحوم کا ان کی طرف نسبت کرنا اور دیگر کئی مقامات پہ بھی قرآن و حدیث سے براہ راست

مسائل اخذ کرنے کا نکتہ نظر بیان کرنا اس بات کی تصدیق کردیتے ہیں کہ مولانا مرحوم حنبلی یا اہلحدیث تھے اور آخری دم تک اسی موقف پہ رہے، مگر اہلحدیث ہونے کے باوجود موصوف عوامی مسلک اہلحدیث سے قدرے آزاد شخصیت کے حامل تھے"

(ماہنامہ محدث ، لاہور ۔ جنوری 2003 ءصفحہ 77)

مبشر حسین لاہوری صاحب کی اس بات سے ثابت ہوا کہ علامہ وحید الزماں مسلک اہلحدیث سے قدرے آزاد ہونے کے باوجود وہ اہلحدیث مسلک سے تعلق رکھتے تھے اور مبشر حسین لاہوری ان کو اہلحدیث ہی تسلیم کرتے ہیں۔
علامہ وحید الزماں کو اہلحدیث تو بہت سے علماء نے تسلیم کیا لیکن چند علماء نے یہ کہا کہ علامہ صاحب بعض مسائل میں اہلحدیث سے الگ تھے تو اس بارے میں بھی اہلحدیث علماء کے رسالہ محدث میں اہلحدیث کے عالم نے وضاحت کی ہے۔
علامہ عبد الرشید عراقی صاحب اہلحدیث مسلک کے مؤرخ ہیں اور انہوں نے رسالہ محدث کے ایک شمارہ میں "برصغیر پاک و ہند میں علمِ حدیث اور علمائے اہلحدیث کی خدمات" کے تحت علامہ وحید الزماں کا تذکرہ بہت شاندار انداز میں کیا ہے اور ان کی بہت تعریف کی۔
علامہ عبد الرشید عراقی صاحب، علامہ وحید الزماں مسلک کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

"مسلک :
ابتداء میں مقلد تھے او رتقلید شخصی کے قائل تھے۔ اس دور میں اہلحدیث کے مسائل پر تنقید بھی کرتے تھے، بعد میں اپنے بڑے بھائی مولانا بدیع الزمان(م1312ھ) ، جو مسلک اہلحدیث میں بڑے متشدد تھے، سے متاثر ہوکر تقلید شخصی ترک کردی۔"

مولانا سید عبدالحئ (م1341ھ) لکھتے ہیں:

"كان شديدا في التقليد في بداية امره ثم رفضه و تحرر واختار مذهب اهل الحديث مع شذوذ عنهم في بعض المسائل"
یعنی"ابتدأ تقلید میں متشدد تھے ۔ پھر تقلید سے آزاد ہوگئے او رمذہب اہلحدیث اختیار کرلیا۔ تاہم بعض مسائل میں اہلحدیث سے تفرد و شذوذ بھی رکھتے تھے۔"

(ماہنامہ محدث، مئی 1986، صفحہ 50،51)

"بعض مسائل میں اہلحدیث سے تفرد و شذوذ بھی رکھتے تھے" اس جملہ کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیہ میں ادارہ نے لکھا کہ

"کیونکہ اہلحدیث میں سے امام احمد حنبلؒ کے فتاویٰ کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ صحیح بخاری کی شرح میں جابجا ان فتاویٰ کو "ہمارا مذہب" سے تعبیر کرتے ہیں"۔
(ادارہ) بحوالہ ماہنامہ محدث، مئی 1986، صفحہ 51،50)

تو اس سے وضاحت ہو گئی کہ بعض جگہ علامہ وحید الزماں خود کو حنبلی اس لئے کہتے تھے کہ اہلحدیث امام احمد بن حنبل کے مسائل کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں جس کہ وجہ سے علامہ وحید الزمان کبھی کبھی خود کو حنبلی بھی کہتے تھے۔
اسی بات کو مبشر حسین لاہوری صاحب نے بھی نقل کیا کہ

" چونکہ اہلحدیث مکتب فکر کا بھی یہی نکتہ نظر ہے جس کے سرخیل امام احمد بن حنبلؒ ہیں۔۔۔ اسی بناء پہ مولانا مرحوم کبھی خود کو حنبلی ظاہر کیا کرتے تھے"
(ماہنامہ محدث ، لاہور ۔ جنوری 2003 ءصفحہ 76)

غیر مقلدین کی جہالت کی انتہا ہے کہ بار بار وحید الزماں کا اپنا قول پیش کر رہے ہیں کہ
" جب اس نے کتاب ہدیۃ المھدی لکھی تو اہلحدیث علماء اس کے مخالف ہو گئے"۔
وحید الزماں نے یہ تو نہیں کہا کہ اس کو جماعت اہلحدیث سے نکال دیا گیا۔
ان غیر مقلدو کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ صرف علماء کی مخالفت سے کوئی مسلک سے باہر نہیں نکل جاتا۔
غیر مقلدو!
اگر علماء کی مخالفت سے کوئی بندہ مسلک سے باہر نکل جاتا ہے تو ثناء اللہ امرتسری کو اہلحدیث ماننا چھوڑ دو جس کی مخالفت میں اکابر اہلحدیث علماء نے کتاب " فیصلہ مکہ" لکھی تھی۔ حافظ سعیداوراسکی جماعت الدعوہ اور لشکر طیبہ کو بھی مسلک اہلحدیث سے نکال دو جن کے خلاف تمہارا طالب الرحمان پریس کانفرنس کرتا رہا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ وحید الزماں کے اس قول کو پڑھنے اور پیش کرنے کے باوجود ان کے اکابر اہلحدیث علماء وحید الزماں کو اہلحدیث مانتے ہیں۔
اسی قول سے اوپر مبشر حسین لاہوری نے واضح تسلیم کیا کہ مولانا مرحوم حنبلی یا اہلحدیث تھے اور آخر دم تک اسی موقف پر رہے۔
اگر اس قول سے یہ ثابت ہوتا کہ وحید الزماں اہلحدیث نہیں تو ان کا رسالہ محدث اور مبشر حسین لاہوری اس قول کے بعد تسلیم کر لیتے کہ وحید الزماں کو اہلحدیث مسلک سے نکال دیا گیا تھا۔
ہم غیر مقلدین کو ان کے اکابر اہلحدیث علماء کے اقوال دکھاتے ہیں اور اس کے جواب میں یہ وحید الزماں کا قول پیش کرتے ہیں۔اس سے بڑی جہالت کیا ہو گی؟
مبشر حسین لاہوری کہتے ہیں کہ

"موصوف کے سامنے اگر کسی بڑے امام یا فقیہ کا کوئی ایسا قول آتا ہے جو واضح طور پر قرآن و حدیث سے متعارض ہو تو موصوف اس قول کی تائید و تصحیح کرنے کے لئے قرآن و حدیث میں تاویل و تنسیخ کا سہارا لینے کی بجائے برملا قرآن و حدیث کو ترجیح دیتے ہیں اور اس قول کو باطل، غلط اور قابل تردید قرار دیتے ہیں۔ ۔۔۔مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کسی بھی مذہب ِمعین کی تقلید جامد کے مخالف تھے بلکہ اس کے برعکس کئی مسائل میں قرآن وحدیث کی براہِ راست پیروی کے قائل تھے۔ چونکہ اہلحدیث مکتبِ فکر کا بھی یہی نکتہ نظر ہے جن کے سرخیل امام احمد بن حنبلؒ بھی ہیں۔ فقہ کی بجائے 'اصل شریعت'(قرآن وحدیث) سے امام احمد بن حنبل کی زیادہ وابستگی ہی بنا پر آج ان سے منسوب حضرات میں تقلیدی تعصب سب سے کم ہے۔
اس لئے مولانا مرحوم کبھی اپنے تئیں امام احمدبن حنبلؒ سے منسوب کرتے ہیں اور اسی بنا پر خود کو حنبلی ظاہر کرتے ہیں"۔

اس وضاحت کے بعد آگے مبشر لاہوری لکھتے ہیں کہ

"علامہ مرحوم حنبلی یا اہلحدیث تھے اور مرتے دم تک اسی موقف پہ قائم رہے"۔
(رسالہ محدث، جنوری 2003، صفحہ 76،77)

اہلحدیث علماء کا علامہ وحید الزماں کے لئے دعائے مغفرت

اہلحدیث عالم وحید الزماں کی زبان سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلط الفاظ نکل گئے تو مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے علماء نے اس غلطی پہ مولانا وحید الزماں کے لئے مغفرت کی دعاکی۔
(صحیح بخاری،جلد 5 صفحہ 191،)
یہ ترجمہ اہلحدیث عالم علامہ داؤد راز کا ہے اور اس کی نظر ثانی عبدالسلام بستوی اور عبدالجبار سلفی نے کی ہے۔
کیامرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کے یہ مستند عالم اتنے کم علم تھے جو وحید الزماں کا مسلک نہیں سمجھ سکے؟
ان اہلحدیث علماء کی طرف سے علامہ وحید الزمان کے لئے مغفرت کی دعا کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ علامہ وحید الزماں کو اپنا اہلحدیث ہی سمجھتے تھے۔

وحید الزماں اہلحدیث تھا! غیر مقلد عالم جلال الدین قاسمی کا اقرار

غیرمقلدین کے عالم جلال الدین قاسمی نے یہ تسلیم کیا کہ علامہ وحید الزماں پہلے شیعہ تھا پھر اہلحدیث ہو گیا تھا۔
(احسن الجدال صفحہ 50)

غیر مقلدو!

تمہارے اپنے علماء وحید الزماں کے اہلحدیث ہونے کا اعلان کرتے پھر رہے ہیں تو پھر کس منہ سے وحید الزماں کے اہلحدیث ہونے کا انکار کرتے ہو؟

وحید الزماں غیر مقلد تھا!غیر مقلدین کے شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی کا اعتراف

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث محمد اسماعیل سلفی نے اپنی کتاب "برصغیر پاک و ہند میں تحریک اہلحدیث اور اسکی خدمات" میں واضح طور پہ علامہ وحید الزماں کا ذکر اہلحدیث علماء کی تصنیف و تالیف کاعنوان دے کر کیا ہے اور وحیدالزماں کی تعریف کی ۔

(برصغیر پاک و ہند میں تحریک اہلحدیث اور اسکی خدمات، صفحہ 57،59)

غیر مقلدو!

وحید الزماں کو حنفی کہہ کر اپنے کس کس عالم کو جھوٹا ثابت کرو گے جو وحید الزماں کو اہلحدیث مانتے تھے؟

علامہ وحید الزماں ہمارے اسلاف میں شامل تھے! غیر مقلد عالم داؤد ارشد کا اعتراف

موجودہ غیر مقلدین علامہ وحید الزماں کے غیر مقلد ہونے کے منکر ہیں لیکن علامہ وحید الزماں غیر مقلد تھا اور ان کے اسلاف میں شامل تھا اس کا اعتراف کئی غیر مقلد علماء نے کیا ہے۔

غیر مقلد مولانا داؤد ارشد صاحب مولانا انوار خورشید صاحب کی کتاب حدیث اور اہلحدیث کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"انوار مقلد نے ہدایۃ المستفید کے مقدمہ میں سے میاں نذیر حسین دہلوی،فاتح قادیاں مناظر اسلام ثناء اللہ امرتسری،نواب صدیق حسن خان قنوجی،علامہ وحید الزماں اور حافظ عبداللہ محدث روپڑی کے القابات بھی نقل کئے ہیں۔بلاشبہ یہ ہمارے اسلاف تھے۔"

(حدیث اور اہل تقلید،ج1،صفحہ 162)

یہاں داؤد ارشد صاحب نے واضح تسلیم کیا کہ نذیر حسین دہلوی،ثناء اللہ امرتسری،نواب صدیق حسن خان،علامہ وحید الزماں اور عبداللہ روپڑی غیر مقلدین کے اسلاف تھے۔داود ارشد صاحب نے تسلیم کر لیا کہ علامہ وحید الزماں بھی غیر مقلدین کے اسلاف میں شامل تھا۔

غیر مقلد مولانا عبدالرحمن کیلانی کا اعتراف کہ علامہ وحید الزماں اہلحدیث عالم تھا

غیر مقلدین کے اکابرین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ علامہ وحید الزماں غیر مقلد تھا لیکن موجودہ غیر مقلدین اس کا انکار کرتے ہیں۔
غیر مقلدین کے مشہور عالم عبدالرحمن کیلانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

" متاخرین میں ایک عالم شخصیت علامہ وحید الزماں ہیں، یہ پہلے شیعہ تھے ،پھر حنفی ہوئے ،پھر اہلحدیث ہوئے۔تاہم کچھ نہ کچھ سابقہ اثرات طبیعت میں باقی رہ گئے، جب حنفی تھے تو سماع موتی کے قائل تھے ،اہلحدیث ہوئے تو بھی قائل رہے پھر سماع موتی کے مسئلہ میں آپ کو ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ سے تائید مل گئی تو اس عقیدے کا خوب پرچار کیا۔"

(روح عذاب قبر اور سماع موتی،صفحہ 58)

تو عبدالرحمن کیلانی صاحب کے حوالے سے ثابت ہوا کہ وحیدالزماں اہلحدیث تھا اور سماع موتی کا قائل تھا اور اس مسئلہ میں وحید الزماں کو امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کی تائید بھی حاصل تھی۔
قاضی محمد اسلم صاحب نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ وحید الزماں اہلحدیث نہیں تھا بلکہ انہوں نے تسلیم کیا کہ وحید الزماں اہلحدیث ہو گئے تھے اور قاضی صاحب کے صرف یہ لکھ دینے سے کہ بعض اہلحدیث علماء نے اس کا رد کیا وحید الزماں اہلحدیث علماء کی لسٹ سے باہر نہیں نکل جاتا۔قاضی صاحب کی کتاب کا نام ہی تحریک اہلحدیث تاریخ کے آئینے میں ہے اور مقدمہ میں انہوں نے واضح لکھا کہ

"انہوں نے 1400 سالہ مسلک اہلحدیث کی تاریخ،تحریک کو اس کتاب میں شامل کیا ہے اور ان علماء کا تذکرہ کیا جنہوں نے مسلک کی اشاعت کے لئے علمی،دینی اور تحقیقی کتب لکھی"

(مقدمہ،30--33)

تو اس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک وحید الزماں اہلحدیث تھا تب ہی اس کا تذکرہ تحریک اہلحدیث میں شامل کیا گیا۔
اس کے علاوہ انہوں نے وحید الزماں کے ترجمہ میں تسلیم کیا کہ وحید الزماں کی کتابوں کا کریڈٹ اہلحدیث کے کھاتے میں جاتا ہے۔توان کے نزدیک بھی وحید الزماں اہلحدیث ہی تھا۔

مولانا ارشاد الحق اثری اور علامہ وحید الزماں کی خدمات حدیث

مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے علمائے اہلحدیث کی خدمات پر کتاب لکھی جس کا نام "پاک و ہند میں علمائے اہلحدیث کی خدمات حدیث" رکھا۔ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ انہوں نے اس کتاب میں ان علماء کا ذکر کیا جن کو وہ اہلحدیث تسلیم کرتے تھے۔ اس کتاب میں علامہ وحید الزماں کا تذکرہ اور ان کی خدمات حدیث کا ذکر تفصیل

سے کیا اور علامہ وحید الزماں کا اس کتاب میں ذکر کرنا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ مولانا اثری صاحب کے نزدیک وہ اہلحدیث تھے ۔مولانا نے شروع میں لکھا کہ

"ان سے علمائے اہلحدیث نے بے زاری کا اظہار کیا"

اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وحید الزماں اہلحدیث نہیں تھا۔کیونکہ جب مولانا ثناء اللہ امرتسری کے خلاف غیر مقلدین نے کئی کتابیں لکھی جیسا فیصلہ مکہ،فتنہ ثنائیہ،درایت تفسیری وغیرہ اس کے باوجود ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلدین کے شیخ الاسلام قرار پائے تو وحید الزماں کا ذکر تو تاریخ اہلحدیث کی ہر کتاب میں بطور اہلحدیث کیا گیاہے۔اثری صاحب نے کہیں بھی وحیدالزماں کے اہلحدیث ہونے کا انکار نہیں کیا تو ثابت ہوا کہ وحید الزماں اہلحدیث تھا۔

علامہ رئیس ندوی نے اپنی کتاب میں وحیدالزماں کی کتابوں ہدیۃ المھدی،نزل الابرار وغیرہ کا بھرپور دفاع کیا۔اگر یہ کتابیں غیر مقلدین کی نہیں تھی تو رئیس ندوی وحید الزماں اور اس کی کتابوں کا دفاع کس خوشی میں کر رہا تھا؟

اسی کتاب میں رئیس ندوی نے حکیم فیض عالم صدیقی کا اہلحدیث ہونے سے انکار کیا اور وجہ بتائی کہ

"کسی اہلحدیث کی تصنیفی خدمات میں اس کا ذکر نہیں۔"

لیکن وحید الزماں اور اس کی کتابوں کا ذکر اہلحدیث کے بہت سے اکابرین نے بطور تصنیفی خدمات پیش کیا اور تسلیم کیا کہ وحید الزماں اہلحدیث تھا۔

کچھ غیر مقلدین نزل الابرار کا حوالہ دیتے ہیں کہ علامہ وحید الزماں نے لکھا ہے عامی پر مجتہد یا مفتی کی تقلید ضروری ہے اس لئے وحید الزماں حنفی تھا حالانکہ یہ غیر مقلدین کا دھوکہ ہے اور ادھوری عبارت ہے۔مکمل عبارت میں وحید الزماں لکھتا ہے کہ

"عامی کے لئے مجتہد یا مفتی کی تقلید لازمی ہے،لیکن تمام مسائل میں خاص ایک امام کی تقلید بدعت مزمومہ ہے"۔

اگلے صفحہ پر لکھا کہ

"ہمارا ایک نام ہے اہل حدیث،ان کو وہابی کہنے والے بدعتی ہیں"

(نزل الابرار،1/7،8)

یہاں وحید الزماں نے واضح لکھا کہ ہمارا نام اہلحدیث ہے اور کسی معین امام کی تقلید بدعت ہے۔اگر صرف تقلید کو جائز کہنے کی وجہ سے وحید الزماں حنفی ہوتا تو بہت سے غیر مقلد علماء نے مطلق تقلید کو جائز کہا جن میں نذیر حسین دھلویؒ،ثنائے اللہ امرتسری،محدث محمد گوندلوی، اسماعیل سلفی وغیرہ شامل ہیں۔ انہوں نے تقلید کی کچھ اقسام کو واجب تک کہا ہے تو کیا صرف تقلید کو واجب کہنے کی وجہ سے یہ سب حنفی ہو گئے؟

وحید الزماں کی اہلحدیث کو وصیت کہ اگر وہ مر گیا تو اس کی کتب ہدیۃ المھدی اور انوار اللغہ کو مکمل فرما دیں۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہدیۃ المھدی اہلحدیث کے لئے لکھی گئی اس لئے وحید الزماں نے اہلحدیث کو وصیت کی تھی کتب کو مکمل کروانے کے لئے۔

تو خود علامہ وحید الزماں اور اہلحدیث علماء کے حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ علامہ وحید الزماں اہلحدیث تھا اور اسکی کتب کو اہلحدیث علماء نے اپنی کتب میں شمار کیا ہے۔

مفتی محمد طٰہٰ صاحب

جماعت اسلامی کے مفتی امتیاز صاحب سے چند گذارشات

چند دن پہلے جماعت اسلامی کے کوئی امتیاز مروت نامی مفتی صاحب نے باقاعدہ ویڈیو بیان جاری کرکے کہا کہ ہمارا جماعت اسلامی کا موقف اور دستور یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیار حق نہ تھے اور آج کا کوئی شخص بھی کسی بھی صحابی رسول پر تنقید کرسکتا ہے۔

یہی وہ موقف ہے جس پر چل کر امیر جماعت اسلامی مودودی صاحب نے بدنام زمانہ کتاب خلافت وملوکیت لکھی، جس میں حضرات صحابہ کرام بالخصوص حضرت عثمان غنی ذی النورین اور کاتب وحی حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما پر وہ رکیک حملے کر ڈالے کہ جن کے تصور سے بھی ایک مسلمان کانپ جاتا ہے اور تاریخ کے اوراق سے ہر قسم کے رطب و یابس عبارات ڈھونڈ ڈھونڈ کر اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ ان عبارات میں کتر وبیونت قطع برید کر کے اور کچھ عبارات اپنی طرف سے گھڑ کر اور کتابوں کے غلط سلط جھوٹی موٹی حوالے دے کر نئی نسل کے سامنے قرآنی شخصیات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس انداز سے پیش کیا کہ جس کو پڑھنے کے بعد امت محمدیہ کے اس بہترین گروہ کا کردار بالکل صفر نظر آتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واسطہ سے امت مسلمہ کو ملنے والا پورا ذخیرۂ اسلام داغدار ٹھہرجاتا ہے ، مجھے خود ایک ڈاکٹر صاحب نے کچھ عرصہ پہلے کہا تھا کہ میں پہلے حضرت معاویہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے الفاظ کہتا تھا مگر جب سے خلافت وملوکیت پڑھی ہے اب مجھے معاویہ کے ایمان میں شک ہے (نقل کفر کفر نباشد) اور اب رضی اللہ عنہ نہیں کہتا ۔

یہی وجہ ہے کہ مودودی صاحب کے اس کتاب کو پاکستان سے زیادہ ایران کے شیعوں نے پذیرائی بخشی اور اب بھی بڑے اہتمام سے ایرانی حضرات اس کتاب کے طباعت کا اہتمام کرتے ہیں بہرحال جب مودودی صاحب کی یہ کتاب سامنے آئی تو ہندوستان وپاکستان کے ہر دینی ومذہبی طبقہ میں اس کے خلاف آواز اٹھنے لگی اور ہر مکتبہ فکر کے ذمہ دار حضرات نے تحریرًا وتقریرًا اس کی تردید اور مذمت کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلاف قلم چلانے والا مودودی صاحب کو اتنا دھکیلا اتنا دھکیلا اور اتنی تردید کی کہ مودودیت ایک عیب اور شقاوت بن گئی اور کچھ عرصہ تک یہ فتنہ دب کر رہ گیا ، اب کچھ عرصہ سے پھر یہ فتنہ سر اٹھانے کی کوشش میں ہے اور جماعت اسلامی کے کچھ حضرات دبے لفظوں اس فتنے کو پروان چڑھانے میں مصروف عمل ہیں ۔ ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس امت کے وہ محسنین ہیں کہ جن کے بغیر نہ قرآن مجید محفوظ رہ سکتا ہے اور نہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قرآنی شخصیات ہیں ، اللہ عزوجل نے خود ہی اپنی آخری کتاب میں جگہ جگہ ان کو فلاح وبہبود ، رشد وہدایت ، ایمان واسلام کی کسوٹی اور معیار قرار دیا ، بعد کے سارے قطب و ابدال ، اولیاء و صلحاء ان میں سے کسی ادنی درجہ کے صحابی کو نہیں پہنچ سکتے

ان کے بغیر امت محمدیہ کا رشتہ نورِ نبوت سے ممکن ہی نہیں ، یہی وہ پُل ہے کہ جس کے معمار خود اللہ تعالیٰ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے یہی وہ نور ہے کہ جس کے بغیر گھٹاٹوپ اندھیرے ہی اندھیرے ہیں ۔ یہی امت مسلمہ کا سلفاً خلفاً اجماعی موقف چلا آرہا ہے اور اہل السنّت والجماعت میں کبھی کسی معتمد شخصیت نے اس کے خلاف سوچا تک نہ ہوگا۔

جماعت اسلامی کے مفتی امتیاز مروت نامی ایک صاحب کا چند دن پہلے اس حوالے سے بیان سامنے آیا جس میں موصوف نے مودودی صاحب کے مذموم اور قبیح نقش قدم پر چل کر امت مسلمہ کے اس اجماعی موقف کو ایک مرتبہ پھر مشکوک ٹھہرانے کی کوشش کی ، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے متعلق انتہائی بدبودار لہجہ اختیار کیا ، جس پر ملک کے مختلف حصوں سے علماء کرام نے اپنی زمہ داری نبھاتے ہوئے پور زور مذمت اور تردید کی اور مختلف حضرات نے ان کو علمی بحث مباحثہ کی دعوت بھی دی مگر موصوف اپنے متکبرانہ مزاج اور منحوسانہ نظریات پر نہ تو بات کرنے کے لیے آمادہ ہوئے اور ان شاءاللہ اس موضوع پر بات کر بھی نہیں سکتے اور نہ دل میں خوفِ خدا میسر آیا کہ رجوع کرتے کہ اچانک جناب سراج الحق صاحب امیر جماعت اسلامی کی طرف سے ان کو پیغام ملا اور موصوف اپنے موقف سے دستبردار ہوگئے ۔

اس حوالے سے چند سوالات ذہن میں گردش کررہے ہیں امید ہے کہ موصوف اپنا بچگانہ طریقہ کار چھوڑ کر سنجیدگی سے غور وفکر کریں گے!

- امتیاز صاحب اس موقف سے تحقیقاً دستبردار ہوئے یا جناب سراج الحق صاحب کی تقلید میں ؟
- امتیاز صاحب کے اس پوسٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب سراج الحق صاحب صحابہ کرام کو معیار حق مانتے ہیں اور اس حوالہ سے اس کو اہل السنت سے اتفاق ہے اور دستورِ جماعت اسلامی سے اختلاف ہے ، اندریں صورت وہ جماعت اسلامی کے منصبِ امارت کے اہل ہے ؟
- اگر امتیاز صاحب یہ کہے کہ جناب سراج الحق صاحب جماعت کے امیر ہے اور بحیثیت امیر میں نے اس کی بات مانی ہے تو بہت اچھا ، مگر کیا جماعت اسلامی میں کوئی امیر دستور کے خلاف ورزی کرکے امیر رہ سکتا ہے ؟ یا کیا کم از کم دستور کے خلاف کسی امیر کی بات کارکن پر لاگو ہوسکتی ہے ؟
- اگر امتیاز صاحب کا اب موقف بدل گیا ہے اور وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو معیار حق سمجھتے اور مانتے ہیں جیسا کہ اس کے اس پوسٹ سے واضح ہے تو بہت اچھا ، مگر اب امتیاز صاحب کا فتویٰ بانئ جماعت اسلامی مودودی صاحب کے بارے میں کیا ہوگا، جو پوری زندگی اس موقف کے خلاف لکھتے رہے؟
- مذکورہ بالا صورت میں دستور جماعت اسلامی کا کیا حکم ہے؟ اور کیا اب اس منشور کو اسلامی منشور حقیقی معنی میں کہنا کس حد تک درست ہے؟
- جس موقف پر پہلے امتیاز صاحب ڈٹے رہے اور مناظرے کی چیلنج بازیاں کرتے رہے اب جناب سراج الحق صاحب نے وہ کون سی آیات اور احادیث سنائی جن کو سن کر امتیاز صاحب اپنے موقف سے دستبردار ہوگئے ، امید ہے کہ امتیاز صاحب ایک ویڈیو پیغام کے ذریعہ وہ آیات واحادیث ہمیں بھی سنائیں گے؟

- اگر واقعی امتیاز صاحب اب اپنے پہلے موقف کو دلائل کی رو سے غلط سمجھتے ہے اور یقیناً کہ غلط ہے تو جس طرح ایک غلط موقف ڈھٹائی سے ویڈیو میں پیش کیا ، اب یہ مرجوع الیہ درست موقف کب ویڈیو میں پیش کریں گے ؟ اور علانیہ اپنے پہلے موقف سے کب توبہ کریں گے ؟
- پہلے موقف سے رجوع کی صورت میں امتیاز صاحب جماعت اسلامی میں رہنے کے کس حد تک حق دار ہے؟
- اگر امتیاز صاحب یہ کہے کہ جناب سراج الحق صاحب کی تقلید میں دستبردار ہوا ہو ، تو کیا عقائد ونظریات میں جناب سراج الحق صاحب جیسی شخصیت کی تقلید کب سے رواہ ہوگئی ، نیز عجیب بات ہے جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی مقدس جماعت معیار حق نہیں تو جناب سراج الحق صاحب کب سے معیار حق ٹھہرے ؟
- عقائد میں جو موقف اختیار کیا جاتا ہے وہ عقیدہ کہلاتا ہے کیا کسی کے کہنے پر عقیدہ چھوڑا جاسکتا ہے ؟

تلک عشرۃ کاملۃ

نوٹ !

جب تک امتیاز صاحب کھل کر وضاحت نہیں کریں گے اس وقت تک ان کی یہ دستبرداری صرف ڈرامہ بازی ہے اور عوام کی آنکھوں میں مٹی ڈالنے کے مترادف ہے ، ان شاءاللہ علماء حق نے جیسے پہلے اپنا فرئضہ ادا کیا اب بھی کرتے رہیں گے اور بڑی جرات اور دلیری سے کرتے رہیں گے اور جماعت اسلامی کی گمراہی اور بغضِ صحابہ کرام آشکارا کرتے رہیں گے ان شاءاللہ

علماء کرام اور آئمہ مساجد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنی اپنی مساجد میں آنے والے جمعہ کو فضائل صحابہ کرام کے عنوان سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب بیان کریں ۔

اللہ تعالی ہم سب کا حامی وناصر ہو آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مفتی رب نواز حنفی صاحب مدیر اعلیٰ مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ

"لغات الحدیث" میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی گستاخیاں

غیر مقلدین میں صف اول کے مصنف سمجھے والے لوگوں میں ایک نمایاں نام علامہ وحید الزمان صاحب کا ہے۔ رئیس محمد ندوی غیر مقلد نے انہیں ''امام اہلِ حدیث ''کا لقب دیا ہے ۔ (سلفی تحقیقی جائزہ صفحہ ۹۴۵، رئیس محمد ندوی)

وحید الزمان صاحب کی غیر مقلدیت پر غیر مقلد علماء کی گواہیاں بندہ نے اپنی کتاب '' زبیر علی زئی کا تعاقب '' حاشیہ ۹۹، ۱۰۱ وغیرہ میں نقل کر دی ہیں۔

کچھ " لغات الحدیث "کے بارے میں

وحید الزمان صاحب کی کتابوں میں سے ایک کتاب '' لغات الحدیث ''ہے اس کتاب کے متعلق بقلمِ خود لکھتے ہیں:

"یہ کتاب " لغات الحدیث ""مدینہ طیبہ حرمِ نبوی میں مکمل ہوئی، روضۂ اقدس کے سامنے۔ یا اللہ اس کو میرے لئے آخرت میں ذخیرہ کر "

(حاشیہ لغات الحدیث ا,۱۰ ، ذ)

علامہ صاحب نے '' لغات الحدیث '' کی تصنیف کے دَوران لکھا:

"اگر احیاناً حیات مستعار نے وفا نہ کی اور سفرِ آخرت در پیش آیا تو میری وصیت اہلِ حدیث بھائیوں کو یہ ہے کہ وہ ان کتابوں کو پورا کردیں۔ "

(حیات وحید الزمان صفحہ ۲۰۷)

اسی کتاب میں اپنے آپ کو "اہلِ حدیث " کہتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہم اہلِ حدیث حضرات اس حدیث کے بموجب بھی اور اُس حدیث کے تحت بھی جس میں آنحضرت ؐ نے فرمایا...."

(لغات الحدیث ۲٫۳۴ ر)

مولانا عمر فاروق قدوسی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"علامہ وحید الزمان کے متعلق معلومات کا اہم مرجع ان کی اپنی کتب بالخصوص لغات الحدیث ہے ۔"

(اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں صفحہ ۱۶۶)

قدوسی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"علامہ وحید الزمان کی یہ تحریر تقریبا ۱۳۳۴ھ کی ہے جب انہوں نے لغات الحدیث نظر ثانی کے بعد شائع کی۔ اس کے چار سال بعد ان کی وفات ہوگئی۔ یعنی عمر کے تقریبا آخری حصے کی یہ تحریر ہے ۔"

(اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں صفحہ ۱۶۹)

مذکورہ بالا عبارتوں سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں!

(۱)وحید الزمان کو ناز ہے کہ لغات الحدیث مدینہ میں روضہ نبوی کے سامنے لکھی گئی۔
(۲) مصنف نے اپنے اہل حدیثو ں کو اِسی کتاب کی تکمیل کی وصیت فرمائی ہے۔
(۳) مصنف نے اس کتاب میں اپنے آپ کو "اہلِ حدیث" لکھا۔
(۴) لغات الحدیث وحید الزمان صاحب کے متعلق معلومات کا اہم مرجع ہے ۔
(۵) لغات الحدیث کے مندرجات مصنف کی زندگی کے آخری حصے میں لکھے گئے۔

لغات الحدیث میں ناروا باتوں کا اعتراف

"لغات الحدیث "کے متعلق مذکورہ بالا اقتباسات پڑھنے کے بعد ہم قارئین کو بتا نا چاہتے ہیں کہ لغات الحدیث اگرچہ خوش کن عنوان ہے مگر اس پُرکشش لیبل کی آڑ میں بہت سی گمراہیاں اس کتاب کے پیٹ میں داخل کی گئیں۔ اُن میں سے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں صحابہ کرام کے متعلق گستاخانہ باتیں درج ہیں جیسا کہ اس کا اعتراف خود غیر مقلدین نے بھی کیا ہے مثلاً
مولانا عمر فاروق قدوسی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

"ہدیۃ المہدی کی تالیف کے دَوران ہی علامہ وحید الزمان نے لغات الحدیث کی تدوین و ترتیب بھی شروع کر دی تھی۔ اس میں بھی انہوں نے بعض صحابہ کرام کے متعلق ناروا باتیں درج کیں۔"
(اہل حدیث پر کچھ مزید کرم فرمائیاں صفحہ ۱۷۷)

اگر قدوسی صاحب اُن ناروا باتوں کو یکجا کر دیتے،تو دو فائدے ہوتے۔ ایک تو ہمارا وقت بچ جاتا،دوسرا چوں کہ قدوسی صاحب غیر مقلد ہیں اس لیے وحید الزمان صاحب کے بارے میں اُن کی گواہیاں غیر مقلدین میں زیادہ وزنی سمجھی جاتیں۔بہرحال اُن کی طرف سے ناروا باتوں کا صرف اعتراف کر لینا بھی غنیمت ہے۔ اب ہم " لغات الحدیث " سے صحابہ کرام کے متعلق درج شدہ ناروا باتوں میں سے کچھ نقل کر تے ہیں ۔
یاد رہے کہ ہمارے سامنے میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی کی مطبوعہ لغات الحدیث ہے۔آئندہ صفحات میں پیش کئے گئے لغات الحدیث کے حوالے اسی طبع کے ہوں گے۔

خطبہ میں صحابہ اور خلفائے راشدین کا نام لینا

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"ہر فرض نماز کے بعد ہاتھ اُٹھاکر دعا کرنا،خطبہ میں صحابہ اور خلفاء اور بادشاہِ وقت کا ذِکر کرنا، دونوں خطبوں کے درمیان ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا ....یہ سب کام ایسے ہیں کہ بعضے ان میں سے بدعت اورمکروہ ہیں بعضے جائز ،بعضے مختلف فیہ ۔اب ان کو لازمی اور ضروری قرار دینا اور نہ کرنے والے والے پر ملامت کرنا شیطانی اغواء ہے حفظنا اللہ منہ "

(لغات الحدیث ۱،۴۸،ج)

وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی ۱،۱۱۰میں لکھا کہ خطبہ میں خلفاء کے ذِکر کا اہتمام بدعت ہے ۔نزل الابرار ۱،۱۵۲ میں تحریر کیا :خطبہ میں خلفائے راشدین کا تذکرہ چھوڑ دینا بہتر ہے۔

ظلم اور بیدادیاں

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"مغیرہ نے اس سے بڑھ کر سخت سخت ظلم اور بیدادیاں کی ہیں اور معاویہ کی حکومت میں صدہا آدمیوں کو ستایا اور ایذائیں دی ہیں "

(لغات الحدیث ۱ ، ۷۵ ، ج)

وطی فی الدبر کی نسبت

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"سنیوں کا یہ اعتراض شیعوں پر کہ اُن کے نزدیک وطی فی الدبر(پاخانہ کی جگہ ہم بستری کرنا) جائز ہے محض لغو ہے کس لیے کہ بعض اکابر اہلِ سنت اور صحابہ سے بھی اس کا جواز منقول ہے ۔"
(لغات الحدیث۱،۲۶،خ)

حدیث کے جواب میں گالیوں کا الزام

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"معاویہ تھے پولیٹیکل آدمی۔انہوں نے کیا تدبیر نکالی کہ مغیرہ کو زیاد کے پاس بھیجا اور بڑی مہربانی اور محبت آمیز باتیں کہلائیں آخر مغیرہ زیادہ کو لے کر معاویہ کے پاس آگئے اُس وقت معاویہ نے زیاد سے کہا تو تو میرا بھائی ہے۔ زیاد نہ مانا تب معاویہ نے اپنی بہن جویریہ بنت ابی سفیان کو زیاد کے پاس بھیج دیا وہ اُس کے سامنے بے پردہ ہوگئی اور اپنے بال کھول ڈالے اور کہنے لگی تو تو میرا بھائی ہے۔ میرے باپ نے خود مجھ سے یہ بیان کیا تھا۔ آخر زیاد ابو سفیان کا بیٹا بننے پر راضی ہوگیا تب معاویہ زیاد کو لے کر جامع مسجد میں آئے اور زیاد چار گواہ بنا کر لایا اُنہوں نے یہ گواہی دی کہ ابو سفیان نے اُس کی ماں سمیہ سے زنا کیا تھا اور زیادسفیان ہی کا نطفہ ہے ۔اُس وقت معاویہ نے یہ فیصلہ سنایا کہ زیاد ابو سفیان کا بیٹا ہے اور میرا بھائی ہے اس پر ایک شخص نے اعتراض کیا اور کہا معاویہ تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ بچہ کا نسب ماں کے شوہر یا مالک سے لگتا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں معاویہ نے اُس کو بُرا بھلا کہا گالیاں دیں اور گواہی کے موافق یہ حکم نافذ کر دیا کہ زیاد ابو سفیان کا بیٹا ہے ۔...اسی زیاد کا بیٹا عبید اللہ تھا ...عبید اللہ کے کرتوت سے تو یہ یقین ہوتا ہے کہ اُس کا باپ حرام زادہ تھا "

(لغات الحدیث ۱،۴۲،د)

ظاہر شرع کی رو سے غلط

وحید الزمان صاحب اس سے آگے لکھتے ہیں:

"اور معاویہ کی کاروائی بباطن صحیح تھی گو ظاہر شرع کی رو سے غلط اور خلاف قانون تھی "
(لغات الحدیث ۱،۴۲،د)

معاویہ کس قسم کے آدمی تھے

وحید الزمان صاحب نے اس کے بعد لکھا:

"اس روایت سے انصاف پسند لوگ یہ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ معاویہ کس قسم کے آدمی تھے ...اہلِ سنت کے عقائد کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ معاویہ دنیاوی بادشاہوں میں سے تھے "
(لغات الحدیث ۱،۴۲،د)

خلافت صحیح نہ تھی

علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے جو لکھا ہے اما خلافة معاوية فصحيحة ثابتة بعد خلع الحسن بن علی [یعنی سیدنا معاویہ کی خلافت صحیح تھی (ناقل)] تو یہ حدیثِ نبوی کے خلاف ہے الخلافة بعدی ثلثون سنة۔ اس وجہ سے ہم حضرت شیخؒ کا قول قبول نہیں کر سکتے "

(لغات الحدیث ۱،۴۲،د)

تنبیہ: حدیث میں جس خلافت کی مدت تیس سال بتائی گئ وہ خلافتِ راشدہ علی منہاج النبوۃ ہے ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت غلط اور غیر صحیح ہے ۔

خواب کی بنیاد پر دشمنی کا الزام

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"**خواب :** میں نے دیکھا کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ موجود ہیں۔ حضرت علیؓ معاویہؓ کی

شکایت کرنے لگے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: تم نے معاویہ کو شام کی حکومت سے معزول کرنا چاہا اس لیے وہ تمہارا دشمن بن گیا۔ "

(لغات الحدیث ۱ ، ۳۶،ذ)

باغی سرکش و شریر

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"اس میں کچھ شک نہیں کہ معاویہؓ اور عمرو بن عاص دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے اور دونوں صاحبوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہر گز روا نہیں "

(لغات الحدیث ۲ ،۳۶،ر)

حکومت سے معزولی پر بڑبڑانے لگے

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر کی حکومت سے معزول کیا تو وہ لگے بڑبڑانے ۔معاویہ کو سخت سست کہنے لگے کیونکہ عمرو بن عاص کا معاویہ پر بڑا احسان تھا ""

(لغات الحدیث ۲ ،۶، ز)

دنیاوی بادشاہ تھے

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"معاویہ وغیرہ بنی امیہ کے لوگ خلیفہ نہ تھے بلکہ بادشاہ تھے جیسے اور دنیاوی بادشاہ ہوتے ہیں ""

(لغات الحدیث ۲ ،۱۹۲،س)

اسی طرح کی بات اوپر "معاویہ کس قسم کے آدمی تھے" عنوان کے تحت بھی منقول ہے ۔

بیعت توڑدی

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت علی سے بہت لوگ جیسے معاویہ اور ان کے ہمراہی مخالف ہو گئے اور طلحہ اور زبیر بھی بیعت کر لینے کے بعد بیعت توڑ کر جنگ پر مستعد ہو گئے۔ "

(لغات الحدیث ۲,۳ ۴ ۱،ش)

لعنت کرانے کاالزام

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"معاویہ کے عامل مغیرہ بن شعبہ نے حجر بن عدی کو حضرت علی پر لعنت کرنے کا حکم دیا، انہوں نے کہا ایہا الناس ان امیرکم امرنی ان العن علی بن ابی طالب فالعنوہ لعنہ اللہ تعالی اور مراد یہ رکھی کہ اس عامل پر لعنت کرو ، اللہ اس پر لعنت کرے "'

(لغات الحدیث ۲, ۱۵۴،ش)

شرعاً مذموم کام

وحید الزمان صاحب ،حدیث "اصحابی کالنجوم " کو موضوع , من گھڑت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:
"اس کے موضوع ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بعض صحابہ نے ایسے کام بھی کئے ہیں جو شرعاً اور عقلاً ہر طرح مذموم ہیں " (لغات الحدیث ۲,۱۹،ص)

بد خُلقی اور بخیلی کا برتاؤ

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"عبد اللہ بن زبیرؓ گو بزرگ اور بزرگ زادے تھے مگر انہوں نے بنی ہاشم سے بد خُلقی اور عام لوگوں سے بخیلی کا برتاؤ کرکے آخر اپنی حکومت گنوا دی اور مارے گئے "

(لغات الحدیث ۳,۱۹،ع)

جھوٹی گواہی دلوانے کا الزام

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

"معاویہ نے شام والوں سے یہ بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ ہی نے قتل کرایا اور جھوٹی گواہی لوگوں سے اس بات کی دلوائی اور شام والوں کو حضرت علیؓ سے لڑنے اور حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے پر مستعد کیا۔ حالاں کہ معاویہ کو یہ خوب معلوم تھا کہ حضرت علیؓ سب لوگوں سے زیادہ حضرت عثمانؓ کو بچانا چاہتے تھے "

(لغات الحدیث ۳,۱۹۹،ع)

تقلید کو مذموم کہہ کر اسے صحابہ کی طرف منسوب کرنا

وحیدالزمان صاحب کے نزدیک تقلید کرنا بُرا فعل ہے مگر اس کے باوجود وہ صحابہ کرام کی طرف تقلید کو منسوب کرتے ہیں۔
چنانچہ وہ حجِ تمتع کی بحث میں لکھتے ہیں:

"معاویہ نے بہ تقلید عثمان منع کیا تھا اور عثمان نے حضرت عمرؓ کی تقلید کی تھی جیسے اوپر گذر چکا "

(لغات الحدیث ۳,۶۵،ع)

حکومت کے حصول کے لیے لڑائی

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"عمرو بن عاصؓ نے ایسا ہی کیا برابر معاویہ کے ساتھ ہو کر حضرت علیؓ سے لڑتے رہے اور اس صلہ میں معاویہؓ سے مصر کی حکومت حاصل کی "

(لغات الحدیث ۳ ,۲۷،ق)

دنیا کی خواہش کو آخرت کی بھلائی پر مقدم

وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں:

"عمرو بن عاص نے دنیا کی خواہش کو آخرت کی بھلائی پر مقدم رکھا، معاویہ کی رفاقت اختیار کی اور مصر کی حکومت حاصل کی "

(لغات الحدیث ۳,۳۳،ق)

نہ حاکم کی رعایت کرتے ،نہ امیر کی

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

"ابو ذرؓ کی عادت تھی جو منہ میں آتا سخت سست کہہ ڈالتے ۔نہ حاکم کی رعایت کرتے نہ امیر کی "

(لغات الحدیث ۴,۵۴،ک)

عام لوگ صحابہ سے افضل ہو سکتے ہیں

وحیدالزمان صاحب لکھتے ہیں:

"صحابہؓ کے بعد بھی بعضے لوگ اُن سے افضل ہو سکتے ہیں ۔ "

(لغات الحدیث ۴,۵۴،و)

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب
قسط:1

فقہ غیر مقلدین قرآن و حدیث کے خلاف ہے!

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے دین کی سربلندی کے لئے احناف(کثراللہ سوادھم) سے جو خدمات لی ہیں وہ رہتی دنیا تک روشن اور ظاہر رہے گا ان شاء اللہ الرحمن ۔
پوری دنیا بشمول فرقہ غیر مقلدین ان خدمات سے خوب مستفید ہوئے ہیں اور ہوتے رہیں گے لیکن بد قسمتی سے وہ مستفید ہو کر بھی ان کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے فقہ حنفی کی خوب سرتوڑ مخالفت اور استہزاء کرتے نظر آرہے ہیں، جبکہ فقہ حنفی روز مدت سے چلی آرہی ہے جیسا کہ غیر مقلدین کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم (المتوفی:1307ھ) بھی لکھنے پر مجبور ہیں کہ

" خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے اسلام آیا ہے چوں کہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں"

(ترجمانِ وھابیہ ص)

فائدہ: یہی مضمون ڈاکٹر بھاوالدین صاحب نے اپنی کتاب (تاریخ اہل حدیث ج1ص129) پر بھی نقل فرمایا ہے۔
تو ظاہر ہے غیر مقلدین اس قدیم مسلک والوں سے ضرور چھیڑ لے گا۔
ان کا دعوی یہ ہے کہ اہل حدیث ہر مسئلہ کتاب و سنت سے نکالتا ہے(تحفۃ المناظر لامین اللہ البشاوی پشتو ص188، اردو ص171)
اور مولانا عبدالجبار صاحب(المتوفی:1382ھ) لکھتے ہیں:

"جماعت اہل حدیث کا مطمح نظر اور دستور العمل صرف قرآن و حدیث ہی ہے تیسری کوئی چیز کتب فقہ وغیرہ جو قیاسات فقہاء کا ذخیرہ ہیں مطلقاً قابلِ عمل نہیں ہیں۔
(خاتمہ اختلاف ص 15 ناشر: المکتبۃ السلفیہ لاہور)

اور فقہ حنفی کے متعلق ان کا خیال کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کیجئے۔
جماعتِ غرباء اہل حدیث کے امام مولوی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں کہ

" کتبِ فقہ مروجہ شریعتِ اسلام کے بالکل منافی ہیں کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے ان پر عمل کرنا

محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکلِ حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے"
(خطبہ امارت 13)

مولوی عبدالستار مردانی صاحب لکھتے ہیں
" قرآن وحدیث سے بالکل متصادم فقہ حنفی کی اتباع کو حرام نہ کہیں تو کیا کہیں۔"
(تنبیہ الغافلین ص45)

الغرض! ان سب حوالوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ ان کے نزدیک فقہ حنفی قرآن وحدیث کے خلاف ہیں جبکہ مسلکِ اہل حدیث عینِ قرآن وسنت کی اتباع ہے۔ (العیاذ باللہ)

اب آیئے! غیر مقلدین کی اس جھوٹے دعوے کو دلائل کی رُو سے دیکھتے ہیں کہ اس میں کتنی صداقت ہے۔ ہم چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں تاکہ عوام الناس پر حقیقت واضح ہو جائے کہ غیر مقلدین کی فقہ قرآن وحدیث کی کتنی خلاف العمل ہے اور غیر مقلدین اپنے رنگین دعوؤں میں کتنی صداقت رکھتے ہیں۔

نوٹ:
اصل مضمون لکھنے سے قبل یہ ذہن نشین فرمالیں کہ بعض حوالہ جات اور طرزِ استدلال الزامی ہوں گے۔

1.شریعت:

حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ

(سنن الترمذی، باب ما جاء لا تقبل صلاۃ المرأۃ الا بخمار، حدیث نمبر ۳۷۷، بسندٍ صحیح)

ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کی جاتی۔

بغاوت:

ابھی فقہ غیر مقلدیت ملاحظہ کیجیے جو شریعت کے بالکل مخالف اور متصادم ہے
مشہور غیر مقلد نواب نورالحسن صاحب(المتوفی :) لکھتے ہیں:

ہر کہ چیزیں از عورتش درنماز نمایان شد نمازش صحیح است"

(عرف الجادی ص22)

ترجمہ: نماز میں ستر کھل جائے تو(اس کی) نماز صحیح ہے

سبحان اللہ ! غیر مقلدین اپنی اس فقہ کو عوام کے عدالت میں کیوں نہیں لانا چاہتے۔ ایسے خلافِ شریعت مسائل کے ہوتے ہوئے عوام کو رنگین دعوؤں سے دھوکہ دینا کہاں کا انصاف ہے؟

2. شریعت:

قرآن کریم میں ہے کہ

"وثیابك فطهر"

ترجمہ : اپنے کپڑے پاک رکھ۔

بغاوت:

جبکہ اس آیتِ قرآنی کے خلاف فرقہ اہل حدیث کا عمل دیکھ لیجئے!
امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں:

"نمازی جب نماز میں داخل ہوجائے اور اس پر نجاست ہو اس کو اس نجاست کی علم نہ ہو و یا بھول گیا ہو اور پھر نماز میں اسے یاد آجائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ نجاست دور کریں اور نماز جاری رکھے لیکن اگر وہ(ناپاک) کپڑاا دور کرانے کی قابل نہ ہو تو اسی پر ہی نماز جائز ہے یا اس کو نماز میں ہی نجاست پہنچ جائے تو نماز پوری کرے"

(الحق الصریح ج3ص654)

اور اسی طرح مشہور غیر مقلد نواب نورالحسن صاحب لکھتے ہیں:

"یادرجامہ ناپاک نماز گزارد نمازش صحیح ست"

(عرف الجادی ص22)

ترجمہ: یاناپاک کپڑوں میں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

نواب وحیدالزمان بھی اس بات کا قائل ہے کہ قاضی شوکانی صاحب اور نواب صدیق حسن خان صاحب نجاست سے

پاک ہونا نماز کے شرائط میں سے نہیں مانتا، چنانچہ لکھتے ہیں :

"وعند الشوكاني والسيد من اصحابنا تصح صلوته لأن الطهارة من الانجاس وستر العورة ليست شرط عدهما"

(نزل الابرار حصہ اول صفحہ 111)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"وقالوا لو صلى في ثوب نجس او صلى وعليه نجاسة تصلي صلوته"

(نزل الابرار ص64)

خلاصۃ التحقیق:

معلوم ھوا کہ غیر مقلدین کا یہ فقہی مسئلہ بھی شریعت کے خلاف ہے۔اُن حضرات کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں یا بلاتحقیق جواز کے فتوے دیتے ہیں۔

3.شریعت:

کون نہیں جانتا کہ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط سترِ عورت بھی ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"ما بين السرة والركبة عورة"

(مسند احمد ج2ص187)

ترجمہ: ناف اور گھٹنے کے درمیان کا حصہ ستر ہے۔

اسی طرح اور دلائل بھی موجود ہے لیکن اسی پر اکتفاء کرتے ہیں ۔

بغاوت :

لیکن اب دل تھام کر غیر مقلدین کا یہ مسئلہ بھی شریعت کے خلاف ملاحظہ کیجئے۔

غیر مقلدین کے مجتہد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب (المتوفی: 1307ھ) لکھتے ہیں:
" عورت تنہا بالکل ننگی نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے عورت اپنے باپ 1 بیٹے، بھائی، چچا ماموں سب کے ساتھ مادر زاد ننگی نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے"
(بدور الأهلہ ص39)
سبحان اللہ! کوئی یہ نہ سمجھیں کہ یہ مجبوری کے مسائل ہونگے، غیر مقلدین کے امام اہل حدیث نواب وحیدالزمان صاحب وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"ورجح الشوکانی والسید من اصحابنا عدم اشتراطه فلو صلی عریانا ومعه ثوب صحت صلوته"
(نزل الابرار حصہ اول ص65)
ترجمہ: قاضی شوکانی اور سید نواب صدیق حسن خان صاحب نے نماز میں ستر کا شرط نہ ہونے کو راجح قرار دیا ہے پس جو شخص کپڑے پاس ہوتے ہوئے بھی ننگے نماز پڑھیں تو نماز صحیح ہے

اور نواب وحید الزمان کا یہ حوالہ بھی گزر چکا کہ "**وسترة العورة لیست بشرط عندهما**"
کہ نواب صدیق حسن خان اور قاضی شوکانی صاحب کے نزدیک سترِ عورت نماز کی شرائط میں داخل نہیں

خلاصہ :

عوام خود ہی سوچ لیں کہ غیر مقلدین کے فقہ کیسی رنگ و روغن کی بنیاد پر اور شریعت کے خلاف ہے؟۔۔۔(جاری)